وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ (مائدہ)

ترجمہ

(ان منافقوں کو) اللہ (پاک) پر اور نبی پر اور شرع (محمدی) پر ایمان ہوتا تو مخالفین اسلام کو اپنے ولی نہ بناتے اور لیکن بہتیرے لوگ اُن میں سے حد سے گزرے ہوئے ہیں ۵

دشمن حق سے مسلما کی قرابت کیسی
اُسکا رشتہ ہے فقط حبِ خدا عزّوجل

خلافت کی حمایت

میں مخالفوں سے

ترک موالات

منجانب
خلافت کمیٹی وانمباڑی
علاقہ مدراس

۱۳۳۹ھ
مطبوعہ مطبع شاہ الحمیدیہ عالیہ مدراس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وذریاتہ واتباعہم اجمعین الی یوم الدین

اما بعد جمیع برادران اسلام پر یہہ واضح ہے کہ آج کل جمیع دنیاے اسلام میں سخت بے چینی اسوجہ سے پھیلی ہوی ہے کہ مخالفین اسلام نے اسلام کی عداوت میں مسئلہ خلافت میں دست اندازی کی اور اسکو پارہ پارہ کردیا حالانکہ خلافت ہی اسلامی روسے مسلمانوں کے گروہ کے لئے بیخ وبنیاد کا حکم رکھتی ہے جبکہ ایسے بیخ وبنیاد کو مخالفین اسلام نے متزلزل کردیا تو حکماء اسلام نے اسکا علاج از روے مذہب اسلام ان مخالفین کے ساتھ ترک موالات قرار دیا اور اس پر جمیع اہل اسلام بجز معدودے چند افراد کے عمل شروع ہی کرنے لگے لیکن خودغرض حضرات نے مخالفین کی حمایت میں گمنام یا بے موقع تحریریں شائع کرکے اہل اسلام کو ناخوش اور مخالفین اسلام کو خوش ہونیکا موقعہ عطا فرمایا ؎ بقول دشمن پیمان دوست بشکستی ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی۔
انا للہ وانا الیہ راجعون، اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون (اے اللہ میری قوم کی رہبری فرما کہ وہ نادانی کرتی ہے)

حضرات! مسئلہ خلافت اسلام میں بڑا اہم اور ضروری مسئلہ ہے چنانچہ حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ حنبلی رح[1] اپنے فتاوی کی دوسری جلد مطبوعۂ مصر صفحہ ۲۶۲ میں یوں رقم فرماتے ہیں

---

[1] ان کی شان میں شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی الندوہ نمبر ۸ جلد ۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء میں رقم فرماتے ہیں "یہ بزرگ بہت بڑے محدث اور ٹھیٹ مذہبی آدمی تھے انہوں نے گو فلسفہ میں کمال پیدا کیا تھا لیکن فلسفہ کو بالکل حقیر سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے فلسفہ کے رد میں ایک ضخیم کتاب چار جلدوں میں لکھی اب خوش قسمتی سے اس گروہ کی تصنیفات کی طرف توجہ مبذول ہوی ہے چنانچہ ان کی کتاب العقل والنقل اور منہاج السنہ (گمراہ فرقوں کے احوال میں) چھپکر شائع ہوی ہے" امام عینی حنفی اور حضرت ملا علی قاری حنفی اور حضرت شیخ عبدالحق رح دہلوی محدث ان کی مدح میں رطب اللسان ہیں ۱۲۰۰ منہ

"واما الحديث النبوی السلطان ظل الله فی الارض یأوی الیه کل ضعیف وملهوف وهذا صحیح فان الظل مفتقر الی آوٍ وهو رفیق له مطابق له نوعًا من المطابقة والآوی الی الظل المکتنف بالظل صاحب الظل فالسلطان عبد الله مخلوق مفتقر الیه لایستغنی عنه طرفة عین وفیه من القدرة والسلطان والحفظ والنصرة وغیر ذلك من معانی السودد والصمدیة التی بها قوام الخلق مایشبه ان یکون ظل الله فی الارض وهو اقوی الاسباب التی بها یصلح امور خلقه وعباده فاذا صلح ذو السلطان صلحت امور الناس واذا فسد فسدت بحسب فساده ولاتفسد من کل وجه بل لابد من مصالح اذ هو ظل الله لکن الظل تارة یکون کاملا مانعا من جمیع الاذی وتارة لایمنع الا بعض الاذی واما اذا عدم الظل فسد الامر کعدم سر الربوبیة التی بها قیام الامة الانسانیة والله تعالیٰ اعلم"

"اور جو حدیث میں آیا ہے کہ سلطان اللہ پاک کا سایہ ہے زمین میں جسکی طرف ہر ایک بے بس اور مظلوم امن لیتے ہیں یہ صحیح ہے پس تحقیق سایہ کو ضرورت ہے امن لینے والے کی یعنی سلطانکو رعیت کی ضرورت ہے. اور رعیت رفیق کا حکم اور رفیق کیسا تھ مطابقت رہتی ہے بہ نسبت سلطان کے. اور امن لینے والا اس سایہ کی طرف یعنے رعیت جو پناہ اور آسرا پکڑنے والا ہے سایہ ڈالنے والے (خدا) کا. سایہ والا ہوا (یعنی حاصل سایہ ڈالنے والا خداوند پاک ہوا اور سایہ سلطان اور سایہ والی رعیت) پس سلطان خداوند تعالیٰ کا بندہ اور ایسی مخلوق ہے کہ جسکی طرف (بندوںکو حاجت ہے) اور جس سے ایک پلک مارنے تک بے پروائی نہیں کیجا سکتی ہے اور غیب سے اس سلطان کو قدرت اور غلبہ اور حفظ و نصرت و دیگر سرداری اور بے نیازی کے وہ وہ اشیا حاصل ہیں جنسے مخلوق کا قیام ہو سکتا ہے جو مشابہ ہے سایۂ خداوندی کیساتھ جس سے مخلوق کے کام اور بندوں کے ضروریات سنورتے ہیں اگر سلطان رہا تو لوگوں کے سب امور درست رہتے ہیں اور جب سلطان بگڑجاتا ہے تو اسکے بگڑنے کے مطابق رعیت اور مخلوق کے امور بگڑتے ہیں مگر پورے سارے نہیں بگڑتے بھر طور سلطان کیسا ہی ہو ضرور مصلحتیں نکلتی ہیں اسلئے کہ وہ خدائی سایہ ہے لیکن سایہ کبھی پورا سا ہوتا ہے جو سب تکلیف سے حافظ و مانع ہوتا ہے اور کبھی کم[1]

---

[1] اس سے یہ مطلب نہیں کہ سایہ کو کم ہی رہنے دیں بلکہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ جب سلطان سایۂ خداوندی ٹھرا تو اسکو کامل اور پورا مددگار ہونے کی کوشش کریں جبکہ چھوٹا اور کم سایہ مفید ٹھرا تو بڑے سایہ کی زیادہ ضرورت ہوئی ۱۲ منہ

ہوتا ہے تو بعض تکالیف سے محفوظ رکھ سکتا ہی پھر طور سایہ نہ ہو تو دین بگڑ جائیگا گویا ربوبیت خداوندی کا وہ راز جس سے انسانی گروہ کا قیام ہے وہ معدوم ہو جائیگا واللہ تعالیٰ اعلم "

اگر مسئلہ خلافت اسلام میں مہتم بالشان اور انتہا درجہ کا ضروری مسئلہ نہ ہوتا تو اسکے متعلق کتب عقائد و کلام میں اسپر طول طویل بحث نہ کیجاتی۔ آجکل چند گمنام و بے نشان و کس مپرس افراد کا خیال ہے کہ مسئلہ خلافت سیاسی مسئلہ ہے مذہبی نہیں۔ یہ اونکا غلط اور باطل خیال ہے۔ ہاں خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت راشدہ ہوبہو نمونہ نبوت تہی جسکو خلافت کاملہ کہا جاتا ہے اور انکے دوسروں کی خلافت چونکہ اہل زماں معاصرین کے شاہی حالات کے ساتھ مختلط ہوتی چلی تو اسکا نام خلافت ناقصہ غیر کاملہ رکھا گیا (جیسا کہ عصام حاشیہ شرح عقائد مطبوعہ یوسفی صفحہ ۱۰۹ میں ہے) جسکو حدیث میں ملک و امارت کا لفظ بہی آیا ہے مگر اسکے ساتھ ساتھ دوسری روایات میں ہمیشہ ہمیشہ خلفاء ہوتے جائینگے اور ان میں خطاء و قصور بہی ہونگے یعنے نمازوں کے اوقات میں تاخیر بہی کرینگے پھر بہی انکی اطاعت و سمع واجب کردیگئی اگرچہ کہ (اپنے زوروں کے بل خلیفہ بر خلاف وصف قرشیت) حبشی غلام بہی ہو گیا ہو اہل اسلام پر اسکی خلافت کی اطاعت فرض ہے اگر اسکے مقابل دوسرا خلیفہ بننے لگے تو اس دوسرے خلیفہ کو قتل کردینا چاہئے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے اذا بویع للخلیفتین فاقتلوا الاٰخر منهما جبکہ دو خلیفوں کی اطاعت کا عہد لیا جاوے تو پچھلے کو قتل کرڈالو۔

علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں۔

ثم الاجماع على ان نصب الامام واجب وانما الخلاف فی انه یجب علی اللّٰه او علی الخلق بدلیل سمعی وعقلی والمذهب انه یجب علی الخلق سمعا لقوله عم من مات ولم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلیة ولان الامة قد جعلوا اهم المهمات بعد وفات	پھر اجماع ہے اس بات پر کہ امام (خلیفہ) کا مقرر کرنا واجب ہے اور خلاف اسی میں ہے کہ مقرر کرنا خلیفہ کا اللہ پاک پر واجب ہے یا مخلوق پر۔ شرعی دلیل سے واجب ہے یا عقلی دلیل سے۔ اور (اہل سنت وجماعت کا) مذہب یہی ہے کہ (خلیفہ کا مقرر کرنا) مخلوق پر شرعاً ضروری ہے اسلئے کہ پیغمبر صلعم کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کا امام بغیر

النبی عم نصب الامام حتی قدموه علی الدفن
وکذا بعد موت کل امام ولان کثیرا من الواجبات
الشرعیة یتوقف علیه کما اشار الیه بقوله
والمسلمون لابد لهم من امام الخ
اور حاشیہ شرح عقائد نسفی مطبوعہ یوسفی لکھنو صفحہ ۱۱
میں مرقوم ہے کما ذهب الیه الامامیة والاسماعیلیة
او علی الخلق بدلیل سمعی وهو مذهب اهل السنة
او عقلی وهو مذهب المعتزلة والزیدیة اه

جاننے کے موافق تو اسکی موت جاہلیت کی موت ہوئی
اور (صحیح روایت میں) ہے کہ تحقیق امت نے آنحضرت صلعم
کے وفات کے بعد دفن کے قبل خلیفہ کے مقرر کرنیکو ضروری سمجھا
اور یہی حال ہر ایک خلیفہ کے انتقال کے بعد گزرا اور یہ بھی
ہے کہ بہتیری شرعی ضرورتیں بغیر خلیفہ کے ادا نہیں ہو سکتی
ہیں۔ اور اسیلئے امام نسفی رح نے یہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے
لئے خلیفہ ضروری ہے اور روافض میں سے دو فرقوں، امامیہ اور
اسماعیلیہ کا یہ اعتقاد ہے کہ امام کا مقرر کرنا خداوند پاک کا ذمہ ہے

اور معتزلہ اور زیدیہ کا مذہب ہے کہ خلیفہ کا مقرر کرنا عقلاً ضروری ہے مگر اہل سنت وجماعت کا اعتقاد ہے کہ خلیفہ کا مقرر کرنا
شرعاً مخلوق پر فرض ہے۔

اور قرآن مجید میں ہے وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى
الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ

اور اگر دو ٹکڑیاں ایمانداروں میں سے باہم لڑیں تو
ان میں اصلاح کرو۔ پس اگر بغاوت (زیادتی) کی ان دونوں
میں سے ایک نے دوسرے پر تو تم لڑو اس سے جو بغاوت کی یہانتک
(باغی ٹکڑی) رجوع کرلے خدا کے حکم (یعنے بغاوت نہ کرنے والی جماعت) کی طرف

اب رہے باغی لوگ جنکے ساتھ لڑنے اور قتل کا حکم قرآن مجید میں آیا ہے آیا وہ کافر ہیں یا نہیں اسمیں مفسرین
کا سلف و خلف سے اختلاف چلا آیا ہے جو لوگ کافر نہیں کہتے ہیں انکا یہ کہنا ہے کہ قرآن مجید میں یہ لفظ آیا ہے
کہ ایمانداروں کی دو جماعتیں جب لڑیں ایمانداروں کا لفظ آنے کے بعد ہم ان کو کافر نہیں کہہ سکتے ہیں صرف
لڑنے اور قتل کا حکم بجالانا ہمارا کام ہے بعض مفسرین یہ کہتے ہیں کہ باغی کافر ہیں مگر بغاوت کرنے کے پہلے
کے اعتبار سے انکو ایماندار فرمایا گیا ہے ایسا قرآن مجید میں مرتدوں کی بابت بھی ایمانداروں کا لفظ آیا ہے

چنانچہ ارشاد ہے يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ
مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ الآية

اے ایمان والو جو کوئی تم میں سے مرتد ہو جاوے
اپنے دین سے الخ

یہ سارا خلاصہ ہے تفسیر غیشاپوری مصری جلد ۲ صفحہ ۷ کا جو حاشیہ ابن جریر طبری پر ہے ۔ اسی تفسیر نیشاپوری کے صفحہ ۸۷ میں آیہ مذکورہ کے ماتحت مرقوم ہے ۔

واعلم ان الباغیة فی اصطلاح الفقهاء فرقة خالفت الامام بتاویل باطل بطلانا بحسب الظن لا القطع فیخرج المرتد لان تاویله باطل قطعا اھ

اور یہہ جان لو کہ فقہا کی اصطلاح میں باغی لوگ اس گروہ کو کہا جاتا ہے جو خلیفہ کا خلاف کرے ایسی باطل تاویل سے جسکا باطل ہونا ظنی ہو یقینی باطل نہ ہو اگر یقینی باطل ہو تو اسکو مرتد کہا جاتا ہے ۔

اگرچہ کہ مذکورہ آیت عبد اللہ بن ابی ابن سلول نام کا مسلمان درحقیقت منافق کی شان میں اُتری جسنے مسلمانوں کے مابین تفرقہ ڈالنے کی ایک وقت کوشش کی تھی مگر مفسرین وامت نے سب تفرقہ اندازوں کی بابت قیامت تک کے لیے اس آیت کا حکم باقی رکھا اور یہی حال ہے قرآن پاک کا کہ کبھی کسی موقعہ پر نازل ہوتی مگر اسکا حکم ہمیشہ کیلیئے رکہا جاتا ہے جبتک کہ کسی خاص موقعہ کی اسمیں تخصیص نہ ہو ۔ اور حدیث شریف میں آیا ہی کہ

من فارق عن الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقه او کما قال الحدیث

جسنے خدائی جماعت (خلافت) سے ایک بالشت جدا ہوا پس تحقیق نکالدیا اسلام کی ڈوری کو اپنے گلے سے

اس تمہید سے خلافت کی اسلامی ضرورت ناظرین پر عرض کردینے کے بعد واضح ہو کہ ایسی ضروری چیز پر جب مخالفین اسلام کا حملہ ہوا تو چند خودغرض یا کم فہم لوگوں نے اُلٹے اس خلافت کو سنبھالنے کے تدبیر مکلف ہو کر کوشش کرنیوالے ترکی بھائیوں کو ناعاقبت اندیشی اور بینگ ٹرکی ہونیکا الزام لگاکر گورنمنٹ کو خوش کیا اور اہل اسلام کے سینوں پر زبانی قلمی تیر سے لگاکر دلوں اور جگروں کو پارہ پارہ کردیا انا للہ وانا الیه راجعون ۔ ایسے نام کے مسلمانوں میں آجکل دو فریق نظر آتے ہیں ایک تو نفس خلافت کو شرعی چیز ہی نہیں سمجھتے ہیں حالانکہ خلافت شرعًا مسلمانوں پر ضروری چیز ہے چنانچہ ہمنے شرع عقائد وغیرہ سے اسکا ثبوت بخوبی دیدیا ہے اور بعض اپنی زبانوں سے خلافت کی ہمدردی کا دعوی وزعم کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ہم مخالفین اسلام اور خلافت کو پرزہ پرزہ کرنے والوں کے ساتھ موالات رکھینگے کیونکہ ترک موالات کا شرعًا ثبوت نہیں ہے حالانکہ الحب للہ والبغض للہ والی حدیث ترک موالات کے لیے

اعلیٰ منادی ہے اور اسکے علاوہ ہندوستان کی جمعیت علماء نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے یہ بخوبی ثابت فرمادیا ہے کہ ترک موالاۃ کا قرآن مجید اور احادیث پاک بڑے زور کیساتھ حکم فرما رہے ہیں - ان علماء کرام کی تقریروں وتحریروں کو دیکھکر بعض مخالفین حضرات نے ان علماء کی شان میں نام نہاد علماء کا خطاب تجویز فرمایا ہے آنحضرت صلعم کو دشمن . مُذمّم (برائیوں والا) کہتے تھے اور آپ مسکرا کر فرماتے تھے کہ میں تو محمد (خوبیوں والا) ہوں

اب ہمارے روبرو چند تحریریں ترک موالات کے خلاف میں موجود ہیں جنکا رد ہمارے علماء کرام عموماً اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے اور حضرات علماء وانمباڑی جناب مولانا الحاج مولوی عبد المجید خاں صاحب دامت برکاتہم وجناب مولانا مولوی محمد ہاشم صاحب دامت برکاتہم وجناب مولانا الحاج مولوی محمد عبد الہادی صاحب دامت برکاتہم وعظوں کے ذریعہ بخوبی فرما چکے ہیں جزاہم اللہ تعالیٰ عن الاسلام خیر الجزاء امین - ان بیش بہا تحریروں اور تقریروں کے بعد مخالفین کی سعی تشکیک وو سوسہ اندازی کے خیال سے جو بھی رائگان گئی - الحمد للہ علیٰ ذالک ، تخصیص کے ساتھ ہمکو ہمارے ہمدرد وفخر قوم علامہ مولانا محمد عبد المجید صاحب شرر مدیر قومی رپورٹ مدراس دام کرمہم کے تہ دل سے ممنونیت کا اظہار کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے مسئلہ خلافت کی ضرورت . اسکے مخالفین کے رد اور ترک موالات کے اثبات پر عموماً اپنی جسمانی وقلمی جانفشانی کا روز روشن کی طرح ثبوت دیا اور خصوصاً جناب مولانا مولوی ضیاء الدین محمد صاحب صدر انجمن تعلیمی وانمباڑی کی کھلی چٹی کے جواب مسلسل دینے میں اپنے اخبار کو وقف فرمادیا بارک اللہ تعالیٰ فی بقائہ امین اہل حق کی اتنی مساعی کے بعد ہم کو اس تحریر کی چنداں ضرورت باقی نہ رہی مگر اسوجہ سے کہ ہم کو اپنے علماء سے سنی ہوی چند باتیں جو یاد رہگئیں تہیں اور جنکو ہم اپنے خیال کے مطابق اپنی قوم پر ظاہر کرنا مناسب سمجھتے تھے تو ہمنے اس تحریر کو شائع کرنا باعث تشفی قوم سمجہا .

حضرات ! مخالفین اسلام کیساتھ مقابلہ (اپنی اپنی طاقت کے موافق مدافعت کرتے رہنے میں خداوند پاک کی کئی مصلحتیں ہیں جنکی بابت خداوند تعالیٰ شانہ کا سورۂ حج میں ارشاد ہے

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝	اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے۔ تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جنمیں بہت پڑھا جاتا ہے نام اللہ کا اور البتہ اللہ مدد کریگا اسکی جو مدد کریگا اسکی ۔ بے شک اللہ زبردست ہے زور والا۔ وہ لوگ جنکو اگر ہم مقدور دیں ملک میں تو قائم کریں نماز کو اور دیں زکوۃ اور حکم کریں بھلائی کا اور منع کریں برائی سے اور اللہ کے اختیار ہے آخر ہر کام کا

ان مخالفین اسلام نے ترکوں کا کوئی قصور نہیں دیکھا جنکے متعلق غیر منصفانہ فیصلہ صادر کیا اور جن ترکوں کی بابت اہل غرض نام نہاد اہل اسلام نے ناعاقبت اندیش کا نام تجویز کیا حالانکہ وہ ترک اسلام اور خلافت کی حمایت وحفاظت کی خاطر وطنوں اور آرام کو چھوڑ کر بیابان نوردی میں قیس (مجنون) کو ہی مات کر دیا عشق حقیقی کی مستی ونشہ میں سب تکالیف کو اپنے لئے عین آرام سمجھا مصطفےٰ کمال اور اسکی جماعت جیسے کوئی اسلامی جوش ونشہ کو تو دکھلاوے گھر بیٹھے آرام وراحت میں الزام وطعنے دینا آسان ہے ؎ شکست وفتح ہے قسمت کے ہاتھ میں اے امیر مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا اسلام کے نام لیوا ہونا بھی ان حقیقی عاشقوں جانبازوں کا قصور ہے جنمیں وہ بیابان وصحرانوردی دسر بکف ہوکر جانبازی میں لگے ہوئے ہیں اور یہ ان کا سچا حال ہے ؎ نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت سر دوستاں سلامت کہ بہ خنجر آزمائی ہمیشہ سے فدائیان اسلام کا مخالفین کے پاس یہی قصور چلا آیا ہے

اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ (سورۂ حج)	جو لوگ نکالے گئے اپنے گھروں سے ناحق صرف اسی کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے

اب ہماری نظر میں خلافت اور ترک موالات کے خلاف میں دو تحریریں جناب حاجی مولوی ضیاء الدین محمد صاحب دیلوری کی ہیں (۱) کھلی چٹھی بنام جناب مولانا محمد عبد المجید صاحب شرر مدراسی

فدائی اسلام (۲) خط بنام جناب بن مولانا صاحب سرگرم رکنِ خلافت کمیٹی وانمباڑی ۔ اور ایک تحریر غیر معروف ادمی نظام الدین احمد خان صاحب گورکھپوری کے نام کی ہے جسکو مخبر دکن پریس مدراس میں طبع کراکے شائع کرایا گیا ہے جسکا نام بسط الکلام ہے مذکور تینون تحریرون میں دیکھا گیا تو حامیان خلافت دتارکانِ موالات کے زبردست دلائل کے ساتھ معارضہ اور تعرض کرنا اور ان کا توڑنا اوران کے جوابات دینا جو مناظرہ کے رو سے ان کے ذمہ واجب ضروری تھا کسی نے بھی وہ کام نہ کیا بلکہ تینون تحریریں داب مناظرہ وجادۂ تحقیق کے برخلاف خود باہمی رُبط وسیاق وسباق کی رعایت سے بالکل عاری ہونے کے علاوہ صرف اہل حق پر غلط الزامات سے پُر ہیں اور طرّہ یہ کہ خود ان کے دعوائے موالات کے لئے ان کی تحریریں ذرہ بھر مفید نہیں ہیں چنانچہ ذیل کی ہماری تحریر سے انشاءاللہ تعالےٰ ناظرین پر واضح ہو جائیگا ۔ اب ان کے دعاوی کو نمبرواری دیکھیں پھر اُن کے جوابات پر غور فرمائیں انشاءاللہ تعالیٰ حق وباطل میں فرق بخوبی ظاہر ہوجائیگا ۔ وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

حامیانِ موالات کے دعاوی

(۱) جناب مولوی ضیاء الدین محمد صاحب نے کھلی چٹی بنام مکرم جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب شرر دام لطفہ میں رقم فرمایا ہے کہ

”احقر کا ہمیشہ یہ خیال رہا کہ حتی الوسع مسلمانوں کے مذہبی اختلافات مخالف اقوام پر ظاہر نہ کئے جائیں اسی بنا پر موالات تعاون میں جو شرعی فرق ہے (اور ایک فریق کفار سے موالات ناجائز تعاون کو جائز سمجھتی ہے اور ایک فریق اس فرق کی قائل نہیں ہے) اس مضمون کو اخبارات میں طبع کرانا نامناسب سمجھتا رہا لیکن آپکے اخبار کے دو نمبروں میں میری ذات پر نامناسب حملہ کیا گیا ناگزیر اسکا جواب آپ کو تحریر کر رہا ہوں“

حضرات! آپ غور فرمائیں کہ جناب مولوی صاحب ممدوح کی بالا تحریر کے مطابق اگر اہل اسلام میں دو فریق ہیں تو ضرور آپکے پاس ایک فریق حق پر اور دوسری فریق باطل پر ہوی جس کو اپنی زعم میں

آپ باطل پر سمجھتے ہیں وسکو راہ راست پر لانا اور اسکو نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کرنا آپکا فرض منصبی
تھا جسکے ادائگی میں آپکو اغماض و اعراض ہرگز درست نہ تھا اور آپ پر قومی رپورٹ کے نامناسب
حملوں تک آپکی تاخیر اور ان دو حملوں کے بعد کھلے میدان میں قدم رنجہ فرما کر ناگزیر کھلی چٹھی تحریر
کرنی آپکے شان کے غیر مناسب تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکی اس تحریر کو اخلاص و للہیت سے
تعلق نہیں صرف حملوں کا معاوضہ آپکے مد نظر ہے۔ اگر آپکو اخلاص مد نظر ہوتا تو گفتگوئی میں سبقت فرماتے
با مذکورہ اختلاف کو اگر مذہب کے لئے چنداں مضر نہ سمجھتے تو اپنے مسلک پر اپنی تحریر و دعوی کے مطابق
قائم رہتے۔ جو آپ رقم فرماتے ہیں کہ " احقر کا ہمیشہ یہ خیال رہا کہ حتی الوسع مسلمانوں کے مذہبی اختلافات
مخالف اقوام پر ظاہر نہ کئے جائیں "

طرز سوادائے دلبری پہلے تمہیں آتی نہ تھی — کس نے تمہیں سکھایا شیوہ نیا چلن نیا (شاکر)

مگر قوم آپکا ہمیشہ سے یہی مسلک رہا ہے تو مبارک باشد اگر یہ مسلک و نیز آپکا دعوی صحیح ہوتا تو قومی رپورٹ
کے حملوں سے آپ جذبہ و حرکت میں نہیں آجاتے اور تو تو میں میں کی نزاع میں تشریف فرما ہوتے معلوم
ہوتا ہے کہ آپکا دعوی مذکورہ ہی صحیح نہیں یا صحیح ہے تو ان حملوں کے پہلے تک وہ مسلک تھا مگر
بعد میں آپکے نفس نے آپ پر غلبہ و سطوت جما لیا جو اپنے آپ سے آپکو باہر کر دیا۔ اسکے سوا یہ بات بھی ہے
کہ جناب مولانا تقریر صاحب نے اپنے حملوں سے انکار بذریعہ تحریر فرما دیا ہے اون کے ہر دو حملوں کا ثبوت
دئے بغیر آپکی تحریر قبل از وقت ثابت ہوگی یا قومی رپورٹ کے پاس ان فقرا۔

(۳) جناب مولوی صاحب ممدوح جناب مولانا صاحب متوطن وانمباڑی کی جانب خطے میں رقم فرماتے ہیں
کہ " اصل مسئلہ یہ ہے موالات علیحدہ شے ہے تعاون علیحدہ چیز ہے خلط بحث نہ کرنا چاہئے ع
گر فرق مراتب نکنی زندیقی - موالات مشرکین اہل کتاب مسلمان نما وغیرہ کسی سے بھی جائز نہیں
بخلاف تعاون کے ان سب لوگوں سے جائز ہے "

حضرات! آپکی بالا تحریر سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک تو موالاۃ اور تعاون دونوں باہمی
الگ الگ چیزیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ موالاۃ مخالفین اسلام سے جائز نہیں مگر تعاون سے ہے

جائز ہے۔ اب تو ہمکو ترکِ موالات کے اثبات کی تکلیف سے سبکدوشی حاصل ہوچکی کیونکہ آپنے ہی اسکو ناجائز فرمادیا اب ہمپر صرف یہ ضروری ہے کہ تعاون کے جائز ہونیکا رد کریں اور تعاون و موالاۃ کے جدا جدا چیزیں ہونے کے خیال کا ابطال کرکے دکھلادیں کہ ؎ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ دونوں میں فرق کے مدعی پر لغۃً اور شرعاً و عرفاً و مصداقاً ثبوت کا بار رہا۔

خیر۔ ہمارے ناظرین! مولوی صاحب ممدوح کی اس تحریر سے جو جناب میں مولانا صاحب کی جانب روانہ کی ہے اس سے تعاون و موالاۃ کو دو الگ چیزیں ہونیکا دعویٰ پایا گیا اب جناب مولانا شرر صاحب کے نام کی کھلی چٹھی منجانب مولوی صاحب ممدوح کے کالم ۴ مطبوعہ حیدری پریس رائی چوٹ مدراس کو ملاحظہ فرمائیں آپ فرماتے ہیں کہ

"کافروں کا مال مباح ہے لینا مسلم کو جس طریقے سے ہی ہو بجز غدر کے، اسکے ترک پر کسی کو مجبور کرنا اسکے نہ ماننے پر اس سے ترکِ موالات کرنا اس کی وجہ سے مسلمانوں میں فرقہ آرائی اور قدیم عداوتیں ظاہر کرنیکے لئے موقع دینا خلاف شرع بھی ہے اور خلاف عقل"

حضرت مولوی صاحب! اب ہم آپ سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ اس ٹکڑے میں آپنے ترکِ موالات کرنا جو جملہ استعمال فرمایا آیا یہ فعل قلب محض ہے یا فعل ظاہری؟ اگر فعل قلب مراد ہے تو وہ کسی پر بجز علام الغیوب کے ظاہر نہیں ہوسکتا جسکی وجہ سے مسلمانوں میں باہمی فرقہ آرائی اور قدیم عداوتوں کے ظاہر کرنیکا موقع حاصل ہو۔ اب اگر اس ترک موالاۃ سے مراد ترک ظاہری مقصود ہے تو وہی ترک تعاون ٹھہرا حالانکہ آپ دونوں کے جدا ہونیکا دعویٰ فرماتے تھے اور یہاں آپکے کلام سے دونوں ایک ثابت ہوئے۔ ہاں اس ٹکڑے میں کافروں کے مال کو مسلم کیلئے مباح جو قرار دیا ہے اور اسکی مخالفت کو خلاف شرع و خلاف عقل کا جو حکم لگایا ہے اسکے متعلق گرانٹ کی بحث میں انشاء اللہ تعالیٰ کچھ عرض کردیا جائیگا فتربصوا إني معكم من المتربصين اور خداوند پاک کا یہی شکر ہے کہ جناب مولوی صاحب ممدوح نے اپنی کھلی چٹھی کے شروع میں موالاۃ اور تعاون کے اپنے زعمی فرق کو شرعی فرق قرار دیا ہے جسکی وجہ سے ہمکو لغۃً اس بحث کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ صرف ہمکو مولوی صاحب ممدوح سے یہ دریافت کرنا ہے کہ خود اگر کسی کی سلف سے

تقلید نہیں فرماتے میں بذات خود کسی آیت یا حدیث یا اجماع یا قیاس یا استحسان سے ثابت فرمادیں کہ دونو الگ الگ شئی ہیں یا اگر کسی امام کی ائمہ اربعہ میں سے تقلید کرتے ہیں تو ان کا فتویٰ اور جزئی بحوالہ صحیح نقل فرمادیویں کہ موالاۃ الگ شئی ہے اور تعاون الگ۔ اور پہلی چیز مشرکین اہل کتاب فاجر مسلمین سے بھی ناجائز ہے اور دوسری چیز سب سے جائز فعلیکم بتصحیح النقل

حضرت مولوی صاحب: آپنے تعاون کو سب کفار و مشرکین و اہل کتاب و فاجروں کے ساتھ جائز تحریر فرمایا ہے اور موالاۃ کو اس سے جدا کہا ہے مگر اس جدا کہنے کو نہ نباہا اور دونوں کو متحد بنا دیا

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو اپنے آپ دام میں صیاد آگیا

کیا آپکی متضاد تحریروں کو ہیلک مان سکتی ہے؟ یا اس شیخ العرب والعجم فخر الاسلام والمسلمین وارث صادق رسول مقبول فرزند فاروق اعظم حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتویٰ کو؟ جسمیں بعینہٖ اسی تعاون کو ناجائز اور اس تعاون کو موالاۃ قرار دیا ہے اور وہ فتویٰ نصاریٰ کی ملازمت کی بابت ہی دیا گیا تھا جسکو مولوی صاحب ممدوح نے کھلی چٹی کے کالم ۳ میں جائز قرار دیا ہے دیکھو "حصول ملازمت کا لفظ"

موعودہ آیت یہ ہے وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ اور مت ایکدوسرے کی مدد کرو گناہ اور زیادتی میں

اور انکا فتویٰ مذکور دیکھئے مجموعہ فتاویٰ سے نکالکر بطور اشتہار فارسی اور اردو ترجمہ کیساتھ تقریباً دو ماہ کے قبل شائع بھی کر دیا گیا ہے

دونوں الفاظ (تعاون و موالاۃ) کے فرق کو جبکہ آپ شرعی فرق قرار دیتے ہیں لغوی بحث نہ فرمایئے بتلاویں کہ بقصد اتحاد وعملاً ازروئے شرع فلاں معنے پر تعاون کا لفظ صادق آتا ہے جہاں موالاۃ مستعمل نہیں ہو سکتا اور جہاں اسکا استعمال ہوتا ہے وہاں تعاون کا لفظ منطبق نہیں ہو سکتا ہے تو آپ بنظر انصاف و غیرت ایمانی آیات قرآن مجید پر غور و تدبر فرمائیں اور انکے سیاق و سباق (آگے پیچھے کے کلام) اور ربط الفاظ و قرائن اور ان آیات کے شان نزول اور احادیث صحیحہ سے ان آیات کے متعلق واقعات پر نظر فرما کر عادلانہ شہادت دیں کہ تعاون الگ ہے

اور موالات الگ۔

ناظرین: اب آپ بغور سنیں کہ تعاون کا معنے جہاں قرآن پاک میں یہ لفظ آیا ہے اسکا معنے ہی باہمی مدد ونصرت اور یہی معنے مدد ونصرت کے مفسرین اولیاء کے لفظ کے فرماتے ہیں۔ اور یہی اولیاء کے لفظ کے باب مُفاعلہ کا مصدر مُوالاۃ ہے اب مفسرین کے اقوال کے ساتھ اولیاء کے لفظ کے معنے معین اور اس اولیاء کے لفظ کے مقامات کے سیاق وسباق (آگے پیچھے کے الفاظ) سے بھی نصرت کے معنے ہی پائے جاتے ہیں اور اس لفظ اولیاء کے شان نزول کے صحیح حدیثی واقعات سے بھی موالاۃ وتعاون ہم مصداق قرار پاتے ہیں۔ سورۂ ممتحنہ میں خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اے ایمان والو مت بناؤ تم میرے اور تمہارے دشمنوں کو مددگار جو ڈالتے ہو تم انکی جانب دوستی کو۔	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ الآیہ

اے ہمارے معزز ناظرین: بغور قرآن کے الفاظ پر نظر ڈالیں اس آیت میں اولیاء سے مراد صرف دلی محبت جو چھپی ہوئی تھی ہے وہی مراد نہیں بلکہ ایسے ولی ومددگار انکو (مخالفین اسلام کو) نہ بنایا جاوے جنپر اپنی محبت ومودت کا عملی اظہار بھی ہو چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی حاطب بن ابی بلتعہ کے شان میں جنہوں نے آنحضرت صلعم کے غزوۂ مکہ کی تیاری کی خبر دینے والا ایک خط مخالفین اسلام کو لکھ بھیجا تھا تاکہ وہاں مکہ مخالفین اسلام اس حاطب بن ابی بلتعہ کے اہل وعیال جو مکہ معظمہ میں مقیم تھے ان کی مدد کریں (اب یہی چند حضرات کو اپنی اپنی غرض مخالفین سے موالاۃ پر آمادہ کرتی اور ترک موالاۃ سے روکتی ہے) اور حاطب کو خط کے واقعہ پر مرقومہ بالا آیت پاک نازل ہوئی۔ اب آپ حضرات ہی انصاف فرمائیں فعل صرف قلبی تھا یا عملی جسکے ترک کا حکم اس آیت پاک میں دیا گیا۔ اگر عملی فعل وتعلق کے ترک وقطع کرنیکا حکم اس آیت میں ہے اور بیشک یہی ہے تو تعاون اور موالاۃ کو شرعاً الگ الگ مصداق قرار دینا حامیان موالاۃ وتعاون کی زبردستی وبے انصافی ہے۔ تفسیر ابن جریر مصری جلد ۲۸ میں اس آیت کے تحت میں یوں مرقوم ہے کہ

اس آیت میں اولیاء سے مراد ناصر ومددگار ہیں۔	اولیاء یعنی انصارا

سورۂ انفال میں ارشاد ہوتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا الآیۃ

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِیْرٌ

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا اپنے مالوں و جانوں کے ساتھ اللہ (پاک) کی راہ میں اور جن لوگوں نے کہ مسلمان بے وطنوں کو جگہ اور مدد دی یہ لوگ ایکدوسرے کے یار و مددگار ہیں اور جو لوگ ایمان لائے پر وطن چھوڑا تو تمہاری کارسازی ان کے ساتھ وطن چھوڑنے تک کچھ نہیں (دینے جائز نہیں)

اور جو لوگ کافر ہوئے وہ ایکدوسرے کے کارساز ہیں۔ (اے مسلمانو تم ایسا (ترک موالاۃ کافروں کے ساتھ) نہ کرو تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا

اس آیت کے تحت میں امام ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں (جلد ۱۰ صفحہ ۳۳ مصری)

بعضهم انصار بعض و اعوان علی من سواهم من المشرکین اید یهم واحدة علی من کفر بالله و بعضهم اخوان لبعض دون اقربائهم الکفار

موالاۃ سے یہاں یہ مقصود ہے کہ مسلمان آپس میں ایکدوسرے کے معاون و مددگار رہیں کفار کے مقابلے میں اور سب کے ہاتھ خدائے پاک کے منکروں پر ایک ہی طور سے نظر آئیں اور آپس میں مسلمانوں کا بھائی بھائی کا معاملہ ہو اور ایسا معاملہ رشتہ دار کافروں کیساتھ نہ چاہیے۔

اور اسی جگہ امام نیشاپوری اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں (جلد ۱۰ صفحہ ۳۳ مصری)

ظاهره اثبات الموالاة بینهم والغرض منه المسلمین عن موالاتهم وان کانوا اقارب ثم قال الا تفعلوه ای ما امرتکم به من موالاة المسلمین المهاجرین ومن عدم موالاة غیر المهاجرین الا فی حالة الاستنصار و من عدم موالاة الکفرة اصلا تکن فتنة ای تحصل مفاسد

مذکورہ بالا آیت شریفہ سے مسلمانوں میں باہمی موالات اور کفار کیساتھ ترک موالات کی غرض ثابت اور ظاہر ہوتی ہے اگرچہ کہ دشمنان اسلام تمہارے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کے ساتھ ترک موالات بیانتک کرو کہ ان سے میراث بھی نہ لو۔ انہیں کفار کو آپس میں لینے دو۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ مہاجرین مسلمانوں کے ساتھ سب قسم کی امداد اور ہر موقع پر

عظیمة فی الارض من تفرق الکلمة واختلاط المومن بالکافر ووقوع الھرج والمرج اھ

یہانتک کہ اپنی میراث میں بھی اور غیر مہاجر مسلمانوں کی امداد صرف دینی طلب کے موقع پر اور دشمنان اسلام کے ساتھ ہر طرح کی ترک عاشرت و موالات ہونی چاہیئے اگر نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑے بڑے فساد اور پھوٹ اور مسلمانوں کا دشمنان اسلام کیساتھ میل ملاپ وخلط ملط اور قتل و خون واقع ہوجائیگے

مذکورۂ بالا آیت اور اسکی تفسیر دونوں میں موالاة سے صرف قلبی تعلق مراد نہیں لیا گیا اس جگہ موالاة سے یا نصرت و مدد مطلب ہے جیسا کہ اکثر مفسرین کا قول ہے یا موالات سے مراد مال کا وارث بنانا ہے۔ جیسا کہ بعض مفسرین کا کہنا ہے کیونکہ نیچے اُولوا الارحام (رشتہ داروں) کا ذکر آیا ہے ان نیچے والوں کی تفسیر کے مطابق معنے یہ ہونگے پہلے مسلمانوں کے آپس میں مُوالاة (ایکدوسرکی مدد) یہانتک کہی گئی تہی کہ مُہاجرین مسلمانوں کو انصار کے وارث بنادیا اور ان کے رشتہ داروں سے ترک موالاة مسلمانوں پر اسقدر کرادیا کہ باہمی رشتہ داری کے حق میراث کے ان کو غیر وارث ٹھرادیا پہر جبکہ وہ کفار رشتہ دار مسلمان ہوچکے اور مہاجر مسلمانوں میں وسعت آنے لگی اور انصار کی نصرت کے محتاج نہ رہے تو تب اولوا الارحام والی آیت نازل فرماکر بعد حق وراثت رشتہ داروں کو دلایا۔ یہی موالاة کی ترغیب والی آیت تہی جسنے اپنے بہائی کفار کی وراثت سے مسلمانوں کو نفرت دلائی اور مسلمان مُہاجر بہائیوں کی امداد و اعانت پر یہانتک اُبہاری کہ دو بیویوں والا انصاری اپنی ایک خوبرو عمدہ بی بی کو طلاق دیکر مُہاجر بہائی کی بیوی بنانے پر آمادہ ہوگیا۔

مُوالاة کا معنے صرف قلبی محبت اور ترک موالاة کا محض قلبی نفرت ہوتی تو سلف کی مذکور کارروائیاں جنکی بنا موالاة و ترکِ موالاة کے لفظوں پر رکہی گئی تہی وہ ان صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی عدم فہم پر محمول ہوتیں حالانکہ وہی صحابہ ہم سے بہتر و اعلےٰ سمجہنے والے تہے قرآن پاک کے جنہوں نے موالاة سے مراد عملی تعلق مراد لیکر ان آیات شریفہ پر عمل کرکے مُوالات و ترکِ مُوالات کے مقامات کا نقشۂ امت محمدیہ کے روبرو پیش کردیا۔ اللھم ارحمھم وارضھم امین

سورۂ آل عمران میں یوں ارشاد ہے لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ

نہ بناویں مسلمان کافروں کو مسلمانوں کے

الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

سوائے مسلمانوں کے مددگار۔ اور جو کوئی بناوے پس اللہ تعالی سے کہ وہ کسی قسم کے وعدہ میں نہیں ہے مگر یہ کہ بچو تم ان سے کچھ بچنا۔ اور اللہ پاک تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ کی طرف ہے جانا (ہر ایک کا)

تفسیر نیسا پوری جلد ثالث صفحہ ۱۳۰ مصری میں مرقوم ہے

ان الکفر فی موالاة المومنین منعه محله من موالاة الکافرین فلا تؤثروهم علی المومنین وهو (المراد منه) الرکون الیهم والمعونة والمظاهرة لقرابة او صداقة قبل الاسلام او غیر ذلك

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ لیعلموا ان الاشتراك بینهم وبین المومنین فی الموالاة غیر ممکن وهذا امر معقول فان موالاة الولی وموالاة عدوه ضدان قال ـ

تود عدوی ثم تزعم اننی
صدیقك لیس النوك عنك بعازب اھ

تحقیق تمہارے لئے مسلمانو! اپنے بھائی مسلمان کیساتھ موالات میں اتنی گنجائش رکھی گئی ہے جسکی برکت سے تمکو کافروں کی امداد و اعانت (موالات) کی ضرورت باقی نہ رہی پس تم مسلمان بھائیوں کے چھوڑ کر ان دشمنان اسلام کو مدد دیکر آگے بڑھاؤ۔ اس جگہ آیت سے مراد یہی ہے کہ قرابت یا اسلام کے قبل کی آشنائی یا اور کوئی غرض سے ان دشمنان اسلام کیطرف جھکنا اور انکی تائید و مدد دینا یا لینا سمجھے ان دشمنان اسلام سے ممنوع ہے۔ خداوند پاک اس آیت میں مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ کا لفظ جو فرمایا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ دشمنان اسلام اور مطیعان اسلام دونوں کیساتھ موالات کا دعوی کوئی کرے تو غلط ہے اور یہ معقول بات ہے کہ کسی دوست کیساتھ دوستی اور اسکے دشمن کیساتھ بھی یارانہ یہ دونوں ضد ہیں۔ شعر کا ترجمہ ہے تو میرے دشمن کو چاہتا پھر کہتا ہے کہ میں تیرا دوست ہوں تو یقین کر تو اس دعوی میں حماقت سے جدا اور دور نہیں

اور تفسیر ابن جریر طبری جلد ۳ صفحہ ۱۴۸ مطبوعہ مصر میں یوں مرقوم ہے

لَا تَتَّخِذُوْا ایها المومنون الْكُفَّارَ ظهرا وانصارا انه مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ

اے مسلمانو اہل اسلام کے دشمنوں کافروں کو پشتیبان اور مددگار نہ بناؤ اگر ایسا کوئی بناوے اللہ تعالی سے وہ

مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ یعنی من ذلک فقد بری من اللّٰه وبری اللّٰه منه بارتداده عن دینه ودخوله فی الکفر

قال ابو العالیة التقیة باللسان ولیس بالعمل ۱۴

الگ اور اللہ تعالیٰ اس سے الگ ہو گیا کیونکہ وہ مرتد ہو کر کفر میں داخل ہو گیا۔ امام ابو العالیہؒ فرماتے ہیں کہ اگر دشمنانِ دین سے کچھ خوف ہو تو صرف زبان سے بچاؤ کی کوئی بات کہی جا سکتی ہے مگر ان کے ساتھ عملی تعلق بنانے کی غرض سے جائز نہیں۔

اور اسی سورۂ آل عمران کی دوسری آیت ہے جس میں اولیاء اور موالاۃ کے لفظ کی شرح و تفسیر بطانۃ کے لفظ سے کی گئی ہے جس کا معنے ہے تمہارے کاموں میں دخل دینے والا۔

اور حدیث پاک میں ہے القرآن یفسر بعضہ بعضا
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ

قرآن پاک کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو کھول دیتا ہے۔ "اے ایمان والو اپنوں کے سوا (دوسروں) کو اپنے دخیل کار مت بناؤ، تمہاری تباہی میں وہ کوتاہی نہ کریں گے وہ تمہاری ایذا کی حالت چاہتے ہیں۔ ان کی زبانوں سے تو بلا شک دشمنی ظاہر ہو چکی اور ان کے سینوں کی چھپی ہوئی (دشمنیاں) بہت بڑی ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم پتے کھول چکے ہیں (اور ان دشمنانِ دین کا حال)۔"

فوائد: اس آیت شریفہ سے ایک تو موالاۃ کا معنے کاموں میں دخل دینے والا بنانا معلوم ہو گیا دوسرے ان دشمنوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ فی زمانہ یہ نقشہ کن لوگوں پر منطبق ہوتا ہے؟ اگر دشمنانِ اسلام کا وہ طبقہ جو ہمارے ترک بھائیوں کے مقابلہ میں ہو کر ان کو تباہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا ان میں مذکورہ بالا اوصاف موجود ہیں تو ان کے کاموں میں ہمارا دخل اور ہمارے کاموں میں ان کا دخل ہرگز باقی نہ رکھیں۔ اور وہ اوصاف اگر ہمارے ہندو ہم وطنوں میں جب تک موجود ہوں تو ہم ان ہندوؤں کے ساتھ ترکِ موالاۃ جو ترکِ معاملات اور ترکِ تعاون کا ہم مصداق ہے اسکو کو ہم ہیں ترک کر موالات جاری رکھنا چاہئے۔ یہ آیت پاک تو پیشین گوئی اور نقشہ ہو بہو ہے ان دونوں

خلاف بہادروں کا جو معاہدہ میسور میں بدلنا نہیں چاہتے ہیں۔ (عیاں راچہ بیاں)

اس آیت کے تحت میں امام نیشاپوری رح اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں (جلد ۴ صفحہ ۱۵ مصری)

قال ابن عباس رض ومجاهد نزلت فی قوم من المؤمنین کانوا یصافون المنافقین ویواصلون رجالا من الیهود لما کان بینهم من القرابة والصداقة والحلف فی الجوار والرضاع فنهاهم الله عن مباطنتهم خوفا لفتنة منهم علیهم اه

حضرت ابن عباس اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ آیت ان مسلمانوں کی شان میں نازل ہوی جو منافقوں کے ساتھ مل بیٹھتے اور یہود کے ساتھ میل ملاپ کرتے تھے اس وجہ کر کہ ان کے ساتھ ان کو رشتہ اور قدیم آشنائی اور ہمسایگی کی وجہ سے حلف اور دودھ کی برادری تھی مسلمانوں پر ان کا یہ میل ملاپ فتنہ برپا کیا اور برپا کریگا یہی جسکے اندیشہ سے خداوند پاک ان کے دخیل کار بنانے سے مسلمانوں کو منع فرمادیا

اور امام ابن جریر رح بھی اپنی تفسیر جلد رابع صفحہ ۳۷ (مطبوع مصری) میں پوری سند کیساتھ حضرت ابن عباس رض سے مذکورہ بالا شان نزول اس آیت کا تحریر فرماتے ہیں۔ اور اسی مقام پر کمالین حاشیہ جلالین میں لکھا ہے:

عن عمر رض انه امتنع من ان یتخذ کاتبا نصرانیا من اهل الحیرة لا یعرف اقوی حفظا ولا احسن خطا منه اه

کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باز رہے ایسے نصرانی کو منشی بنانے سے جو حیرہ والا تھا اور بے نظیر حافظ اور عمدہ خط والا تھا۔

جبکہ حضرت عمر رض نصرانی کو منشی بنانا ممنوع سمجھے تو ایسے نصاریٰ کے ہم ماتحت منشی وغیرہ خود بنانا یا منے والوں کو بیدا کرنا وغیرہ وغیرہ ایسے کام کب روا اور جائز ہو سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں یا ہے کہ حضور پر نور سرور عالم رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں:

ایما مومن مات وترك مالا فلورثته ومن ترك دینا او ضیاعا فلیاتنی فانا مولاه

جو مومن مال چھوڑ کر مرے تو اسکے وارث اسکو لے لیں اور جو کوئی قرض اور یتیم و بیوہ چھوڑ جائے

ان شئتم اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (او کما قال)

تو اسکی خبرگری میرے ذمے پرس پڑھو تم اسکی تصدیق قرآن پاک سے اگر تمکو خواہش ہو کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی بڑا ولی ہے ایماندار وں کا خود ان کی جانوں کی نسبت۔

ہمارے ناظرین: غور و انصاف فرماویں کہ حضرت صلعم کو بکیسو کیسے ساتھ بڑے موالاۃ رکھنے والے جو ذکر فرمایا آیا وہ صرف قلبی ہی قلبی موالات تھی یا عملی اور زبردست عملی موالاۃ؟

لفظ ولی اور والی جو موالاۃ کے اصل لفظوں سے مشتق ہیں ان کے معنے احادیث کی معتبر لغت اور بے نظیر لغت مجمع البحار میں شیخ محمد طاہر شہید محدث حنفی پٹنی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

وکان الولایۃ یشعر بالتدبیر والقدرۃ والفعل ومالم یجتمع ذلک فیھالم یطلق علیہ اسم الولی اھ

ولایت کے لفظ سے تدبیر و قدرت اور فعل کے معنے پائے جاتے ہیں اور جسمیں تدبیر و قدرت و فعل سب جمع نہ ہوں اُسپر ولی کا لفظ نہیں کہا جاتا۔

شیخ نے تو موالاۃ کو عملی چیز قرار دیا جس سے یہ صاف پایا جاتا ہے کہ ایسے چیز کا ترک بھی عملی ہو۔ شیخ نے گویا قرآن و حدیث سے استقراء و تتبع کے بعد یہ خلاصہ اور نچوڑ لفظ ولایت و موالاۃ اور ولی کا پچھلوں کے لئے نکالکر کہدیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ کے معانی کے مطابق ترک موالاۃ کا یہ مطلب ٹھرا کہ دشمنان اسلام کو اپنا مدبر و مُشیر کار اور اپنے پر طاقت و قدرت رکھنے والے اور اپنے پر فعل و تصرف کرنے والے بنانا ممنوع ہوا۔ اور یہی ترک موالات ہے۔ جو ترک معاملات اور ترک تعاون کا ہم مصداق ہے وبس اب صرف قلبی ہی قلبی محبت موالات سے مراد رکھنے والے دشمنان اسلام کو خوش کرنیوالے حضرات تکلیف فرماکر چند نظائر و امثال قرآن و حدیث و تفسیر و شرح و اقوال ائمہ کرام سے اپنے مطلب پر پیش فرماویں۔

بہرطور قرآن مجید و احادیث پاک و تعامل سلف صالحین سے تو یہ پایۂ ثبوت کو پہونچا کہ اسلام پر جو طبقہ عدوان (زیادتی) اور عداوت پر تلا ہوا ہو اُسکے ساتھ ترک تعاون اور ترک معاملات

کرنا مسلمانوں کا اسلامی اہم فرض ہے، خواہ وہ طبقہ یہود ہوں یا نصاریٰ یا مشرکین۔ جس زمانہ میں اسلام کے ساتھ دشمنی اور زیادتی یہود کریں ان کے ساتھ اس زمانہ میں ترک تعاون ضروری ہے اور جب نصاریٰ دشمن اسلام بنکر نظر آئیں اس وقت نصاریٰ کے ساتھ ترک معاملات لازم ہے۔ یہی حال مشرکین کے ساتھ ہے جب دشمنی انکی بمقابلہ اسلام نظر آئیگی ہم مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ قطع تعلق اور ترک اتحاد عمل کریں۔

پس اب نصاریٰ ہی مسلمانوں کے مقابلہ میں اور اسلام کے مٹانے میں بحیثیت صلیبی جنگ (کروسیڈ) اپنا پورا سارا زور خرچ کئے اور کر رہے ہیں تو ہمکو صرف نصاریٰ کیساتھ ہی قطع تعلق عملی کرنا ضروری و اسلامی غیرت اور فرض مذہبی ہے۔ اب قبل از وقت ہنود کیساتھ ترک معاملات کا سوال بیجا اور بے موقع اور عدل کے خلاف ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ الآیہ

(مائدہ)

"نہ ابھارے تم کو کسی قوم کی دشمنی بھی اس امر پر کہ تم انصاف (انکے ساتھ) نہ کرو (بلکہ) تم کو انصاف کرنا چاہیئے (عدل) وہ پرہیزگاری کے بہت نزدیک ہے۔

فی زمانناً ہمارے ساتھ ہنود برادروں کے بڑے بڑے لیڈران مصالحت اور اسلامی امور اور اسلامی ترقی و بنیاد مسئلہ خلافت کی تائید اور ہر قسم کا معاملہ اور کوشش کر رہے ہیں ان کے مقابلہ میں چند آوارہ و کمار یونہی کے چند نادان جنونیوں کے جزئی واقعات کا تذکرہ ان صلح جو ہندو برادروں کیساتھ بے انصافی کرنے پر ہمکو آمادہ نہیں کر سکتا۔

مگر نصاریٰ کا حال ایسا نہیں کہ کبھی تو مالی خلیفہ پر دست اندازی کرتا ہے اور کبھی فرانس مراکو الجزائر اور ٹونس وغیرہ وغیرہ پر قبضہ جما کر خلیفہ کا اقتدار کم کرتا ہے اور کبھی سب نصاریٰ اتحاد و اتفاق کرکے پوری خلافت کو برباد کرتے ہوئے مقامات مقدسہ پر اپنی سلطنت کا سکہ بلا واسطہ و بالواسطہ بٹھا رہے ہیں اور جزیرۃ العرب میں مذہب اسلام کے خلاف اپنے قدم جما چکے ہیں۔

اب مسلمان غیرت اسلامی کو کام میں لاکر احکام مذہبی کو دیکھکر انصاف سے فرمائیں [illegible] کس کے ساتھ [illegible] کے ساتھ کیا ہنود یا نصاریٰ کیساتھ؟ اور ہمارا نصاریٰ کے ساتھ [illegible] ہو سکتا ہے؟

اب ہم اسلامی غیرت پر انصاف کرنے کیلئے اس مسئلہ ترکِ موالاۃ کو ختم کرکے دوسرے اعتراضات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ؎ اے کہ با تو نگفتم غم دل ترسیدم کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

ان فی ذٰلک لعبرۃ لاولی الابصار

(۳) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کا اعتراض جو کھلی چٹھی بنام مولانا شریف صاحب کا لم (ا) فرماتے ہیں کہ

"آپ نے انڈین کانگریس خلافت کانفرنس جمعیۃ العلماء جن امور پر مسلمانوں کو دست بردار ہونیکو حکم کرتے ہیں ان میں بابت کے ایسے امور ہیں کہ جنکی شرعاً ممانعت نہیں ہے۔ اصول فقہ کا مسلم قاعدہ ہے الاصل فی الاشیاء الاباحۃ وصل اشیاؤں میں اباحت ہے جبتک دلیل شرعی قائم نہ ہو اسکی ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔"

ہمارا ناظرین: مذکورۂ بالا تحریر میں جناب مولوی صاحب نے ایک دعویٰ تو یہ کیا ہے کہ اباحت یعنی مباح دلیل شرعی نہیں۔ دوسرا دعویٰ کا یہ ہے کہ جنکا ذکر شرع میں حلت و حرمت کی رو سے نہ آیا اسکو مباح سمجھنا یہ سارے اصول فقہ کا مسلم قاعدہ ہے۔ تیسرا یہ دعویٰ بھی آپ نے کیا ہے کہ جب تک دلیل شرعی قائم نہ ہو ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ آپ پہلے دعویٰ کے متعلق سنیں۔ مولانا بحر العلوم فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت (اصول فقہ کی معتبر کتاب) میں رقم فرماتے ہیں (شاید اسکا متن مسلم الثبوت آپکے مدرسہ باقیات میں داخل درس ہوگا)

ان الاباحۃ ای ما یکون فعلہ وترکہ مستاویین حکم شرعی لان الاباحۃ من الاحکام ولا حکم الا بالشرع فثبت کون الاباحۃ حکماً شرعیاً لانہ ای الاباحۃ خطاب الشرع والخطاب حکم شرعی تخییراً او من الخطاب التخییری اھ

(کشف المبہم علی مسلم صفحہ ۱۱ سطر ۸ ہے)

تساوی الفعل عدمہ الماخوذ فی حد الحاکم الاباحۃ ہو الحکم بالتخییر یسمی اباحۃ۔

کہ "اباحت جسکا کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہوں حکم شرعی ہے اسلئے کہ اباحت احکام میں داخل ہے اور حکم بغیر شرع کے نہیں ہوتا تو اباحت کا حکم شرعی ہونا ثابت ہوگیا اسلئے کہ اباحت شرعی خطاب ہے اور خطاب حکم شرعی ہے گو اختیاری یعنی کرنے نہ کرنے دونوں کی شرع نے اجازت دی ہے۔"

اور اسی مسلم الثبوت کی شرح کشف المبہم میں ہے کہ کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہونا جس حکم کی تعریف میں کیا گیا ہے اسکا نام اباحت ہے یعنی مساوی حکم ہے۔"

ان حوالوں سے صاف ثابت ہوگیا کہ ہر ایک انسان اپنی عقل و رائے سے کسی چیز کو مباح نہیں کہہ سکتا سوائے شرعی دلیل کے کیونکہ مباح بھی شرعی حکم ہے۔ اب رہا دشمنان اسلام کیساتھ موالات و معاملات و تعاون کا ترک کرنا مباح کیا ہوگا جبکہ دلائل یقینیہ قرآن و حدیث و تعامل سلف صالحین و اجماع من بعضہم سے اسکا ضروری و لازم ہونا ثابت ہوچکا ہو اور آیت پاک ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیٔ کی وعید جو امام ابن جریر طبری کے قول اور تفسیر کے مطابق مرتد اور کفر میں داخل ہونا لازم آتا ہو۔ پہلے یہاں مباح کے دلیل شرعی ہونے اور نہ ہونے کی بحث جناب مولوی صاحب کا کہلی چٹی میں لانا شاید چوک ہے یا مغالطہ ہے۔ خیر

دوسرا زعم جناب مولوی صاحب ممدوح کا کہ جس امر کا ذکر شرع میں حلال یا حرام کرکے نہ آیا ہو تو اصول فقہ کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ وہ مباح ہے

جناب مولوی صاحب: آپ سے کیسی بھول ہوگئی ہے کہ درسی کتاب مسلم الثبوت اور اسکی شرح کشف المبہم اصول فقہ کی مستند و اعلیٰ کتاب کو اپنے پیش نظر آپنے نہیں رکھا۔ کشف المبہم کے صفحہ ۳۷ سے صفحہ تک آپ ملاحظہ فرمائیں ہم صرف اسکا ملخص ذکر کرتے ہیں۔

وفی التفسیر الاحمدی ہو مذہب طائفۃ وفقہا للّٰہ المختار ہو رای المعتزلۃ وفی حاشیۃ شرح المنار للمصنف وہو مذہب معاویۃ ومن معہ کمروان وابنہ یزید وغیرہما والقول بانہ مذہب الشافعی لیس عندی شیٔ لانہ لم ینقل عنہ فی صحیح الامایوافق التوقف او الحظر کما ذہب الیہ غیرہ وہو ابو منصور الماتریدی و صاحب الہدایۃ وعامۃ اہل الحدیث ۱۲ منہ) فی شرح المنار للمصنف ہو مذہب بعض

اور تفسیر احمدی میں ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہونیکا مذہب ایک ٹکڑی کا ہے اور در مختار میں ہے کہ وہ معتزلہ کی رائے ہے اور منار کی شرح میں جو مصنف منار نے خود لکھی ہے یہ لکھا ہے کہ وہ معاویہ اور اسکے ساتھیوں مروان اور یزید وغیرہ کا مذہب ہے اور جو لوگ کہ اسکو امام شافعی کا مذہب کہتے ہیں وہ درست نہیں بلکہ ان کا مذہب توقف کا ہے اور اصل اشیاء میں منع ہونیکا مذہب امام ابو منصور ماتریدی اور کئے اہلحدیث یعنے محدثین کا ہے اور منار کے حاشیہ

اھل الحدیث وفی الحاشیۃ والصحیح ان الاصل
فی الافعال التحریم وھو مذھب علی رض و
ائمۃ من اھل البیت ومذھب الکوفیین
منہم ابو حنیفۃ رح وفی التفسیر الاحمدی
الاصل عند الجمہور الحرمۃ وایضا فیہ وعند
الشافعی رح الاصل ھو الحرمۃ الثالث التوقف
بمعنی عدم العلم بحکم معین وھذا المعنی
ھو مختار الامام فی المحصول والمنتخب و
البیضاوی فی المنہاج وبہ یشعر کلام ابن
الحاجب فی المختصر وقول القاضی عضد
فی شرحہ وھو مذھب الشیخ ابی الحسن الاشعری
وابی بکر الصیرفی من الشافعیۃ واختارہ
الامام فخر الدین واتباعہ وبہ قال اکثر
اصحاب الشافعی قالہ عبد العزیز بن احمد
البخاری والصحیح من مذھب اھل السنۃ
ان الاصل فی الاشیاء التوقف حتی یرد
الشرع ذکرہ البیری فی حاشیۃ الاشباہ
وفی شرح المنار للمصنف الاصل فیہا التوقف
وفی تعلیقاتہ ھذا اصح شیء عندی فی ھذا
الباب لان التوقف اصل التقوی فی الامر
المسکوت عنہ وھو مذھب ابی بکر رح

ہیں ہے کہ صحیح مذہب یہ ہے کہ اصل اشیاء میں حرام ہونا
ہے جو مذہب ہے حضرت علی رض اور خاندان نبوت
کے اماموں کا اور کوفہ والوں اور امام ابو حنیفہ رح کا
بھی یہی مذہب ہے اور تفسیر احمدی میں ہے کہ اصل جمہور کے
پاس حرمت ہے اور امام شافعی رح کا مذہب بھی حرمت
ہے تیسرا مذہب توقف ہے یعنے جس امر کی حلت
و حرمت شرعا مذکور نہ ہو اسکو ہم بھی حلال و حرام
نہ کہیں اور اصول کی کتب محصول اور منتخب و
منہاج بیضاوی اور مختصر ابن حاجب اور شرح
قاضی عضد میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور امام اشعری
اور ابوبکر صیرفی شافعی اور امام فخر الدین رازی رح
ان کے متبعین کا بھی توقف ہی مذہب ہے اور اکثر
شاگردوں کا امام شافعی رح کا اور عبد العزیز بخاری کا
بھی وہی قول ہے اور اہل سنت کا صحیح مذہب توقف
ہے جبتک کہ شرعی حکم وارد نہ ہو۔ جسکو بیری نے
حاشیہ اشباہ میں ذکر کیا ہے اور شرح منار میں
جو خود منار کے مصنف نے کی ہے لکھا ہے کہ
اصل اشیاء میں توقف ہونا میرے پاس سارے
اقوال سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ اصل تقوی یہی
ہے کہ جس سے شارع نے سکوت کیا ہو ہم بھی
اس امر میں توقف کریں اور یہی مذہب ہے

وعمرؓ وعثمانؓ واشباهہم من الصحابة رض انتہی وفی الدر المختار ان الصحیح من مذهب اهل السنة ان الاصل فی الاشیاء التوقف والاباحة رأی المعتزلة انتہیٰ

بوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور عثمان ذی النورینؓ اور ان جیسے صحابہ کرامؓ کا ۔ اور در مختار میں ہے کہ صحیح مذہب اہل سنت کا توقف ہے اور معتزلہ کی رائے اباحت ہوئی ہیں

حضرات! اتنے مختلف اقوال ہیں کہ اس سے بھی نا اتفاق ہوتے ہوئے اسکو مولوی ضیاء الدین صاحب کا یہ لکھنا کہ اصول فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کتنی بڑی ان کی چوک اور بھول یا مغالطہ ہے خدا تعالیٰ معاف فرمائے آمین ۔ اسکے علاوہ اصل اشیاء میں اباحت کا قول یا تو معتزلہ کا ہے یا یزید و مروان اور معاویہ کا۔ کیا وجہ ہے کہ ان کو ہی مذہب اہل سنت بتا دیا جنکے جوش میں صحابہ میں سے اول چار خلیفوں اور فقہاء امت میں سے امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور عقائد کے اماموں امام اشعری اور امام ماتریدی کا مذہب حرمت اور توقف کا انکو بس خیال ہی نہیں انا للہ وانا الیہ راجعون بے شک صحیح ہے ۔

حبك الشیٔ یعمی ویصم ۔ کسی چیز کی محبت تجھ کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے

گمراہ فرقہ معتزلہ اور یزید و مروان کی محبت نے جن سے خلافت کے مسئلہ میں پہلے پھوٹ واقع ہوئی چاروں راشد خلیفوں اور جلیل القدر فقہ و عقائد کے اماموں اور اہل سنت کے مذہب سے جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کو دور کر دی ۔ شاید جناب مولوی صاحب موصوف پر خلافت کے حامیوں سے مخالفت ہی کی شامت واقع ہوئی ۔

ان اہل شیاء کے اختلاف کو دیکھتے ہوئے جناب مولوی صاحب سے فرضی طور سے تنزلاً ہم عرض کرتے ہیں کہ دشمنان اسلام کیساتھ موالات و تعاون کرنا اگر حلال یا حرام شرعی دلائل سے معلوم نہ ہو تب بھی اسلام کے ہدایت والے گروہ کی کثرت رائے پر بھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں بلکہ زور سے کہینگے کہ تعاون کو ان دشمنان اسلام کیساتھ حرام سمجھو یا آخر وجہ تعاون ان کے ساتھ موقوف رکھو اگر حرام نہ کہو پھر چہ جائیکہ ترک تعاون و موالاۃ کی ضرورت سے دشمنان اسلام کیساتھ قرآن مجید و احادیث پاک بھرے پڑے ہوں ۔ کیا سچا فرمان ہے خداوند پاک کا کہ

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ	پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں لیکن سینوں میں کے دل اندھے ہوتے ہیں

جناب مولوی صاحب کا نمبر ۳ دعویٰ یہ ہے کہ "جب تک دلیل شرعی قائم نہ ہو ممانعت ثابت نہیں ہوتی"

مولوی صاحب: اگر آپ میں فہم و انصاف ہے تو ہماری اتنی بسیط تحریر سے آپ کے دعویٰ کا جواب بھی کچھ معلوم ہو گیا ہو گا کہ موالاۃ اور تعاون دشمنان اسلام کیساتھ کے جائز ہونے کے لئے آپ کو کوئی راہ اور گنجائش نہیں۔ تنزلاً ہم اگر اصل اشیاء کے مسئلہ کی بحث کو بر موقع و برمحل تسلیم کریں تو آپ پر فرض ہو کہ یا تو اس موالاۃ و تعاون کو حرام و ممنوع یا موقوف مانیں اور اس قسم کا موالاۃ و تعاون ترک کر دیں یا توقف و حرمت ہی جمہور برگزیدگان کا مذہب اصل اشیاء کی بابت ہے علاوہ ازیں خداوند تعالیٰ کا بڑا احسان و کرم ہے کہ اس نے اپنے فضل سے دشمنان دین کے ساتھ موالاۃ و تعاون کا ترک کرنا دلائل یقینیہ سے ثابت اور واضح فرما دیا جو پہلے مذکور ہو چکی ہیں الحمد للہ علی ذلک وفیہ کفایۃ لمن لہ درایۃ ومن اللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

(۴) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

"اسلام میں حجت چار ہیں۔ قرآن شریف۔ حدیث رسول صلعم۔ اجماع۔ قیاس مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم بس اور کوئی حجت نہیں ہے اجتہاد کا زمانہ ختم ہو گیا آجکل کے علماؤں کو اجتہاد کا حق حاصل نہیں اور انکا اقوال نقل اقوال مجتہدین پر موقوف ہے۔ یہی مذہب سنت جماعت کا ہے جسکے ہم پیرو ہیں۔ ہمکو کسی عالم کا زبانی جسکی دلیل نقل اقوال مجتہدین سے نہ ہو لازم نہیں۔ فقط اس حیثیت سے کہ وہ عالم ہے اس کی تصدیق اہل سنت و جماعت نہیں کر سکتے" (خط مولوی ضیاء الدین صاحب بنام مولانا صاحب مورخہ ۲۰ جولائی)

اور یہی مضمون جناب مولانا شیر صاحب کے نام کی کھلی چٹھی کے پہلے کالم میں جناب مولوی صاحب نے کچھ لفظوں کے فرق مگر معنوں کے اتفاق کیساتھ شائع فرمایا ہے اسمیں صرف اتنا اضافہ ہے کہ درمختار میں لکھا ہے کہ مجتہد مطلق مفقود ہو گئے اور غیر مجتہد کا فرض نہیں ہے کہ اپنے فتویٰ پر کسی مجتہد کا قول نقل کرے اور آجکل کے مفتیوں کا کام یونہی ہونا چاہئے چنانچہ فتح القدیر میں غیر مجتہد کو مفتی نہیں بلکہ وہ ناقل ہے کر کے لکھا ہو

ہمارے معزز ناظرین: جناب مولوی صاحب کی مرقومہ بالا تحریر سے چند امور ثابت ہوتے ہیں:
(الف) دشمنان اسلام کیساتھ ترک تعاون قیاسی چیز ہے (ب) قیاس چوتھے درجہ کی دلیل ہے
(ج) مجتہدین کے قیاس کے سوا اپنے عالموں کو قیاس و اجتہاد کا حق حاصل نہیں جسکی وجہ سے اس کی تصدیق
اہل سنت و جماعت نہیں کر سکتے۔ اجتہاد کا زمانہ ختم ہو گیا اپنے علماء کو اجتہاد کا حق حاصل نہیں (د)
مجتہدین کے بعد عالم لوگ فتوی نہیں دے سکتے۔ بلکہ وہ صرف مجتہدین کا قول نقل کر سکتے ہیں۔

اب ہر ایک کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیں۔

جناب مولوی صاحب! بغور سنیں کہ (الف و ب) قیاس بیشک آخر درجہ کی ہی دلیل ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا امیر بنا کر بھیجتے ہوئے یہ سوال فرمایا کہ تم وہاں کے امیر بنکر فیصلے کسطرح کروگے حضرت معاذ رض نے عرض کیا کہ قرآن مجید سے فیصلے کرونگا آنحضرت صلعم نے پھر سوال فرمایا کہ اگر قرآن پاک میں فیصلہ نہ پاؤ تو پھر؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپکی حدیث کے مطابق فیصلہ کرونگا پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر حدیث شریف سے تم کو فیصلہ نہ ملے تو پھر؟ انہوں نے التماس کی کہ میری کوشش قیاس میں کرونگا یہ سنکر آنحضرت صلعم نے ان کی تعریف و شاباشی دینے کے طور پر خداوند پاک کی حمد و شکر بجا لایا اسی حدیث کو سارے اہل اصول قیاس کرنے کی دلیل لاتے ہیں۔ کتب اصول دیکھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث اور اجماع سے کوئی مسئلہ نہ ملے تو تب حضرات مجتہدین کی طرف رجوع کیا جاویگا بغیر اس حدیث پر غور کرنے اور اصول فقہ میں سے دلائل کے مدارج جاننے کے جو جی میں آیا ہانکدینا اور لکھمارنا اہل علم کے شیوے کوسوں دور ہے۔

اسکے علاوہ قیاس کی بحث یہاں بیکار ہے کیونکہ اتنی مشرح اور تفصیلی تحریر سے اور سارے معتدبہ علماء ہند کے تقریروں اور وعظوں اور بیش بہا تحریروں سے یہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر ہو چکا ہے کہ دشمنان اسلام کیساتھ تعاون کا ترک کرنا کھلا قرآنی اور حدیثی اور اہل فہم بزرگان دین کا اجماعی اور سلف صالحین کا عملی مسئلہ ہے نہ کہ قیاسی۔ جو آپ یہاں طول طویل بحث قیاس کی چھیڑ دیں ہاں ہم آپ سے اتنا عرض کرتے ہیں کہ نصوص قرآنی حدیث کے مقابلہ میں قیاس اپنا اباحت کا

پیش کرکے حجت و مغالطہ کج بحثی کریں۔ کیونکہ اصول کے کتب میں لکھا ہے کہ خداوند پاک کا کھلا حکم ہوتے ہوئے قیاس کرنا ابلیس کا قیاس ہے۔ اوسنے آدم کے سجدہ کا حکم سنکر اپنا یہ قیاس پیش کیا کہ میں ناری خاکی کو کیسے سجدہ کرسکتا ہوں۔ یہ بات الگ ہے کہ جہاں قرآن و حدیث رسول اور صحابہ کے آثار اور اجماع امت سے کوئی حکم ظاہر و واضح نہ ہو تو ایک فریق چار اماموں کے کسی ایک کے قیاس کو تسلیم کرتا رہیگا اور دوسرا فریق کسی غیر معین امام کے قیاس پر عمل پیرا ہونا اپنا فرض سمجھیگا بہر طور ائمہ کو اپنا پیشوا سمجھنا ہر ایک مسلمان کا اسلامی فرض ہے۔ حضرت مولوی صاحب ہی الاصل فی الاشیاء الاباحۃ واصل اشیاؤں میں اباحت ہے کا جملہ نقل کرکے علماء سے مجتہد مطلق ہونیکا ڈنکا کھلی چھٹی اور دین مولانا صاحب کے خط میں بجا کر دوسروں کو نصیحت اور بیجا نصیحت بلکہ الزامی تحریر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی عالم کا فرمان اہل سنت و جماعت تصدیق نہیں کرسکتے انصاف انصاف۔

ہر یکے ناصح برائے دیگراں ناصح خود کم بدیدم در جہاں

جو علماء کرام کھلے دلائل اور اول درجہ کے دلائل اور قیاس سے مستغنی دلائل قرآن شریف اور حدیث پاک سے کسی حکم کو پیش کریں یا ان کے پیش کردہ تحریریں اور تقریریں قابل تصدیق نہ ہوں اور قرآن و حدیث اور اصول فقہ سے منازل دور پڑی ہوئی۔ مولوی صاحب کی تحریر با وقعت ہو۔ یہ علمی پوزیشن یا انانیت ہے جناب مولوی صاحب متقدمین علماء کے گروہ کو نام نہاد علماء" کا لفظ پیش کرتے ہوئے اتراتے ہیں خداوند پاک کا کلام سنیں

تحقیق اللہ پاک بڑائی کرنے والے اترانے والے کو دوست نہیں رکھتا ہے۔	اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ

(ج) جناب مولوی صاحب: اجتہادی وہ مسئلہ ہے جس پر دائرہ اسلام میں داخل ہوکر قرآن و حدیث کے کھلے کھلے احکام پر عمل کرنے کے بعد اور جو واقعات روزمرہ پیش آجا سکتے ہیں قرآن و حدیث کے ظاہر و واضح حکم نہ ملنے پر کسی کے اجتہاد و رائے پر امت محمدیہ کو چلنا چاہئے۔ اختلاف کیا جاسکتا ہے اور جہاں دشمنان اسلام کیساتھ ترک تعاون کرنا ایسا مسئلہ ہے جو قرآن و حدیث سے اس کی

مخالفت بڑے زور کیساتھ ثابت ہو چکی ہے اور آیت قرآنی دشمنان اسلام سے موالات وتعاون کرنے والوں کو اسلام کے دائرہ میں شمار نہ کرکے دشمنوں کے زمرہ میں شامل کرلیتی ہے چنانچہ سورۂ مائدہ میں یہود ونصاریٰ کی حالت اور ان کے تذکرہ میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ - اور جو کوئی اون (یہود ونصاریٰ) سے موالات (وتعاون) رکھے پس یقیناً وہ بھی (یہود ونصاریٰ) میں سے ہے

آپکے باطل دعووں (ج اور د) کا جواب جناب مولانا بحر العلوم لکھنوی مدراس سے لیکر ملک دوہ تک کے مسلم استاد جنکے خوشہ چین آپکے والد ماجد جناب مولانا الحاج اعلیحضرت شاہ عبد الوہاب صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ بھی رہے ہیں۔ اُن سے سُنیں جسکو حضرت ابو الحسنات مولانا عبد الحی لکھنوی نے امام محمد کی جامع صغیر کے حاشیہ نافع کبیر کے دیباچہ میں نقل فرماتے ہیں (صفحہ ۸ مطبوع مطبع مصطفائی)

وقال بحر العلوم اللكنوي في شرح تحرير الاصول اعلم ان بعض المتعصبين قالوا اختتم الاجتهاد المطلق على الائمة الاربعة ولم يوجد مجتهد مطلق بعدهم والاجتهاد في المذهب اختتم على العلامة النسفي صاحب الكنز ولم يوجد مجتهد في المذهب وهذا غلط ورجم بالغيب فان سئل من اين علمتم هذا لا يقدرون على ان يدلوا بدليل صالح لم هو تحكم على قدرة الله تعالى فمن اين يحصل علم ان لا يوجد الى يوم القيامة احد يتفضل الله عليه بمقام الاجتهاد فاجتنب عن مثل هذا التعصبات انتهى

وقال هو ايضا في شرح مسلم الثبوت من الناس

اور فرمایا بحر العلوم لکھنوی نے شرح تحریر الاصول میں کہ بعض متعصبین نے جو کہا ہے کہ اجتہاد مطلق چاروں اماموں پر ختم ہوچکا اور ان کے بعد کوئی مجتہد مطلق نہیں پایا گیا۔ اور (دوسرے درجہ کا اجتہاد) اجتہاد فی المذہب تو کنز کے مصنف علامہ نسفی پر ختم ہوچکا اور ان کے بعد نہیں پایا گیا یہ (دعوی مجتہد مطلق کے ختم ہوچکا) غلط اور بن دیکھے کنکر مارنا ہے پس اگر ایسے متعصبوں سے یہ سوال ہو کہ تم کو اسکا ثبوت کہاں سے ملا تو کسی دلیل سے ہرگز نہ بتا سکیں گے اسکے علاوہ یہ دعوی اللہ تعالی کی قدرت پر زبردستی کا حکم ہے تو ان کو اس امر کا علم کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے کہ کوئی خدا کا پاک بندہ مرتبہ اجتہاد سے فضل ہو

من حكم بوجوب خلو الزمان عن المجتهد بعد العلامة النسفي وعنوا به الاجتهاد في المذهب واما الاجتهاد المطلق فقالوا انه اختتم بالائمة الاربعة حتى اوجبوا تقليد واحد من هؤلاء على الامة وهذا كله هوس من هوساتهم لم ياتوا بدليل ولا يعبأ بكلامهم وانما هم من الذين حكم الحديث عليهم انهم افتوا بغير علم فضلوا واضلوا ولم يفهموا ان هذا اخبار بالغيب في خمس لا يعلمهن الا الله انتهى .

اور وہ اجتہاد کے مقام کو پا دے ایسا قیامت تک کوئی بندہ نہیں پایا جائیگا پس تو بہر صورت اس قسم کے تعصبوں سے . اور انہوں نے ہی شرح مسلّم الثبوت میں فرمایا کہ بعض لوگوں نے علامہ نسفی کے بعد دوسرے درجہ کے مجتہد مجتہد فی المذہب سے زمانہ کا خالی ہونا ضروری ہونیکا حکم لگایا اور مجتہد مطلق ہونیکو تو چاروں اماموں پر ختم کر دیکر امت پر ان چاروں میں سے کسی ایک کی تقلید کو واجب کر دیا حالانکہ یہ سب ہرف ان کی ہوس پچ ہوسوں میں سے جسکی ان کے پاس دلیل نہیں ہے اور ان کا یہ کلام التفات کے قابل نہیں اور وہ لوگ انہی میں سے ہیں جن پر حدیث پاک نے حکم لگائی ہو کہ چند لوگ (قیامت کے قریب ایسے ہوں گے جو) بے علمی پر فتوی دینگے اور خود گمراہ ہونگے اور دوسروں کو گمراہ کرینگے اور ایسے لوگوں کو سمجھ نہیں کہ ایسی بات غیب کی ان پانچ خبروں میں سے ہے جسکو اللہ ہی جانتا ہو۔ اھ

اب یہ واضح ہو کہ تجزی فی الاجتہاد کا مسئلہ ہی اصولی مسئلہ ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ کوئی عالم اُن سب مسائل میں جو اجتہاد وقیاس سے حاصل ہو سکتے ہوں ان میں سے چند مسائل میں اجتہاد نہ کرسکے اور چند میں کرسکے اب ہو سکتا ہے جسکے ختم ہو جانیکا کوئی شخص حکم نہ لگایا۔

ان سب بحثوں کے بعد یہ عرض ہے کہ دو شخصان دین کیساتھ تعاون وموالات کا ترک کرنا فیا کی واجتہادی مسئلہ ہی نہیں جسکے متعلق ہم اجتہاد وقیاس کے ختم ہونے یا نہ ہونے کی بحث معرض تحریر میں لائیں بیان تو صرف قرآن مجید وحدیث کے کھلے کھلے پاک الفاظ پر فہم وغور کرنے اور حسن نیت سے ان جلی نصوص کو ماننے اور عمل کرنے کی ضرورت ہو جو غیرت ایمانی اور اسلامی حمیت کا مقتضا ہے . اجتہاد استنباط وقیاس نکات ودقائق اور باریک باتوں کے متعلق ہوا کرتا ہے یہاں تو کھلا حکم ہے ترک تعاون وترک موالاۃ کا . فطرۃ سلیمہ اور ایمانی تقاضے کے مطابق

یہ صاف حکم صادر فرمایا ہے۔ امام نیشاپوری کی تفسیر میں یہ پھر یہ شعر دہراتا ہوں ؎

تود عدوی ثم تزعم انني	تم میرے دشمن کو چاہتے اور پھر میری دوستی کا دعویٰ
صدیقک لیس النوک عنک بعازب	بھی کرتے ہو تو تم سے حماقت کچھ جدا نہیں

قرآن و حدیث میں تدبر و غور اور فہم خداوند پاک کی رحمت ہے جسکو کوئی تنگدل کم فہم کسی زمانہ کے لیے خاص نہیں کر سکتا اور اس پاک پروردگار کی کشادہ رحمت کو کوئی ازلی کم نصیب تنگ نہیں کرسکتا یہ دین قیامت تک جانیوالا ہے اور خداوند پاک اور رسول مقبول صلعم کے جامع کلموں کی تشریح و توضیح ہرگز ہرگز ختم ہونیوالی نہیں ہے۔ یہ وہ دین ہے جسکی بابت علامہ حالی نے کہا ہے ؎

خلیفہ سے لڑ سکتی تھی اک ایک بڑھیا غلاموں سے ہو جاتے تھے سد آقا

ہمارے معزز ناظرین؟ جناب مولوی صاحب کے اجتہاد کی بحث ہم یہیں سے ختم کر دیتے ہیں مگر یہاں صرف ایک جناب مولوی صاحب کی تحریر اور جمعیت العلماء پر کنایۃً طعنے و حملے بھری ہوئی طرز انشاء اور اسکا نقشہ پیش کرکے دکھلاتے ہیں کہ ان میں افتراء پردازی اور بے تعلق غیر واقعی امور لکھ مارنیکا کتنا مادہ ہے۔

جناب من مولانا صاحب کے نام کے خط میں لکھتے ہیں کہ

"آجکل مسلمانوں کے تہتر فرقے صدہا قسموں میں تقسیم ہوچکے ہیں ہر ایک فرقہ اپنے کو حق کا پابند دوسروں کو باطل پر سمجھتا ہے۔ دیکھئے اہل قرآن بجز قرآن شریف کے دوسرے دلائل کو قابل حجت نہیں قرار دیتا ہے اہلحدیث بجز قرآن و حدیث کے دوسرے حجت شرعیہ کو ہیچ خیال کرتا ہے۔ بعض متعصبین نے تو چاروں مذہب اور چاروں طریقوں کے پیروؤں کو کافر کہہ دیا ہے ان سے زیادہ اکبر کے مذہب الہی کے زندہ لیڈر و علماء پیشانی پر قشقہ کفر لگانے کو خلاف طریقہ اسلام نہیں خیال کرتے بلکہ گاندھی مشرک کو امام مہدی آخرالزمان سے تشبیہ دینا بھی جائز سمجھتے ہیں اعاذنا اللہ منہا بلکہ ایسے بہت سے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو گائے کا ذبحہ جسکو خداوند عالم اجازت دیتا ہے ممنوع تحریر کرتے ہیں اسلئے کہ مشرکین ہنود خوش ہوں۔ خدا کا فرمان ہے لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ

صریح احکام الٰہی کی یہ گت بنا رہے ہیں۔ خدا معلوم آئندہ ابھی مشرکین کو خوش کرنے یا ہندوستان کی سیلف گورنمنٹ حاصل ہونے کے خیال خام سے شرک خفی سے بڑھکر شرک جلی کے خود مرتکب ہوں اور دوسروں پر اسکی تعمیل کے لئے جبر ہی کر دینا۔"

جناب مولوی صاحب کی بالا تحریر میں بالکل متضاد جملے صادر ہوئے ہیں ایک طرف آپ مسلمانوں کے تہتر فرقوں کی تقسیم کرتے ہیں اور بے سر و پا تہمتیں لگا کر اور خدانخواستہ واقعی کسی ناسمجھ کا اگر کوئی خاص فعل ہو تو اسکو بغیر قید جمہور مسلمین اور فدایان اسلام جمعیۃ العلماء کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ بھی نہیں سمجھتے ہیں کہ آپکے روبرو ترک موالات و ترک تعاون کا نقشہ جو مسلم لیگ اور خلافت کانفرنس اور انڈین نیشنل کانگریس اور جمعیۃ العلماء نے پیش کیا ہے اس میں کہیں یہ امور داخل بھی ہیں جو کسی خاص شخص کی تعزیہ داری یا باگ جلالی کی نقل یا نشہ اور جوے بازی یا کسی فاسق و فاجر کے فسق و فجور اور کسی بدعتی و مشرک کے بدعت میں مبتلا ہونے سے ہمارے علماء کرام یا پچھے مسلمانوں کے گروہ کو ہم الزام دے سکتے ہیں اور مذکور آپکی تحریر کے ہر جملہ کو خلافت کانفرنس مسلم لیگ، کانگریس اور جمعیۃ العلماء سے بحیثیت اجتماعی قرارداد اور ان کا مسلّمہ مسئلہ ہونے کی ہیئت سے پیش کریں اور جواب لیں۔ ؎

کہاں ہے پنا لکوڈ میں یہ لکھا ۔ کرے زید اور عمرو پاوے سزا

باقی مذکور آپ کے سخت و درشت کلمات اور آپکے شرک جلی کے مرتکب ہونے کی پیشینگوئی کو مرزا غلام احمد صاحب کی پیشینگوئیوں کی طرح سمجھ کر ہم سکوت اختیار کرتے ہیں۔ ہم پر حلال کو حرام ٹھہرانے اور اسکی جزئی گاؤ کے ذبح کو منع کرنے کی جو تہمت کہ آپنے لگائی ہے اسکا جواب دینا اور علماء اہل سنت کا جو فتویٰ ذبح گاؤ کے متعلق نکلا تھا اس کی نقل آپکے ذہن نہیں بلکہ پبلک اہل اسلام حق پسندان کے روبرو پیش کرنا ضروری ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد اسکی بحث معرض تحریر میں آئیگی ہم یہ حدیث پاک لکھ کر جناب مولوی صاحب کی سچائی کی داد پبلک سے چاہتے ہیں۔

کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع ۔ انسان کو جھوٹا بننے کیلئے اتنا کافی ہے کہ جو سنا سو کہدے۔

صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں ہے کہ امام ابن سیرینؒ تابعی شاگرد حضرت ابو ہریرہ رضہ فرماتے ہیں

انّ ھذا الاسناد من الدین فانظروا عمّن تاخذون دینکم لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء

تحقیق یہ طریقہ سند دین میں داخل ہے اسی لئے کسی بات کی سند لیتے ہوئے کہنے والے پر غور کرو اگر سند کی دین میں ضرورت نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا سو کہہ جاتا

اس روایت اور کھرے اصول سلف کے مطابق بے سند بے حوالہ بات قابل قبول کیسے ہو سکتی ہے۔ خود کلام پاک میں سورہ حجرات میں باری تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝

اے ایمان والو اگر کوئی برا آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے آوے تو تحقیق کر لو اسلئے کہ تم کسی قوم پر نادانی کر بیٹھو گے پس تم اپنے کئے پر نادم (اور شرمندے) ہو جاؤ گے

ہماری شرع میں ہر ایک مقدمہ کی بنا شہادت عادلہ و میزان بالقسط پر رکھی گئی ہے تو ایسی بے سروپا بلا تحقیق امور پر چاہے آپ بڑے مولوی زادہ کیوں نہ ہوں کسی کو کیسے اعتبار آ سکتا ہے اور ایسا الزام شیدایان مذہب و ملت و فدائیان اسلام و حامیان حرمین و خلافت پر کس طرح لگ سکتا ہے آپ امام جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفاء پر نظر ڈالیے اور حضرت علی مرتضیٰ رضہ کے عہد خلافت کے اس واقعہ کو دیکھیں کہ خلیفۃ المومنین شیر خدا کا دعوئی یہودی پر ایک بکتر کی بابت اسی خلیفہ کے ملازم حضرت قاضی ابن شریح نے خود رد کر دیا کہ اصول شرعیہ کے مطابق آپ کی بابت شہادت جتنی پیش ہوئی آپکے صاحبزادے حضرت حسن رضہ اور آپکے غلام کی شہادت بھی بابت شرع نہیں قبول کر سکتی۔ الحمد للہ خلیفہ بھی برخلاف فیصلہ پر خوش ہو گئے اور یہودی بھی مسلمان ہو گیا۔ شہادت و تحقیق کی اسقدر پابندی اور ضرورت اسلام نے رکھی ہے کہ اس تحریر پر مجھکو بڑا افسوس آتا ہے امام غزالیؒ نے خوب فرمایا ہے لیبک علی الاسلام من بکیٰ۔ یعنے جسکو رونا ہو وہ اسلام پر روئے۔

(۵) جناب مولوی ضیاء الدین محمد صاحب نے جناب میرزا احمد صاحب کے خط کے شروع میں ترک موالات

اور ترکِ تعاون کا فتویٰ دینے والے علماء کرام کو نام نہاد علما کے لفظ سے یاد کیا ہے حالانکہ وہ مجلس علماء جس کا نام جمعیۃ العلماء ھند ہے اور ان کا حکم اجماع کا حکم رکھتا ہے جس کو مولوی صاحب نے شرع کی تیسری دلیل مان لی ہے۔ اب پر جناب مولوی صاحب یہ اعتراض ہی کر سکتے ہیں کہ ہم جیسے علماء داخل نہ تھے پھر تو اس کو اجماع کیا کہا جا سکتا ہے۔ حضرت! علماء سے مراد وہی لوگ ہو سکتے ہیں جن کو خشیتِ الٰہی ہو اور عمل کے سچے نمونہ ہوں۔ اور علوم شرعیہ میں مہارت و دسترس کامل رکھتے ہوں۔ نہ کہ وہ لوگ جن کو خوف خدا نہیں ہے اور نہ عمل رکھتے ہیں اور نہ علوم دینیہ میں دسترس رکھتے ہیں بلکہ وہ تو ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ کے مصداق اور سچے مصداق ہیں۔ عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

اذا کان الغراب دلیل قوم سیھدیھم طریق الھالکین	جبکہ کوا کسی قوم کا رہبر بنے تو اس قوم کو وہ مردوں کے (نوچ کھانے کی) جانب رہنمائی کریگا۔

صالحین ہونے کی شرط اجماع میں کتب اصول میں مرقوم ہے۔ جمعیۃ العلماء جسکے صدر حضرت شیخ الہند فخر الاسلام مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ ہوں اور ان کے تابع مولانا ابو الکلام دہلوی دامت برکاتہم جیسے اس جمعیت کے اراکین ہوں اور معتدبہ علماء کا گروہ فی زماننا ان کی مجلس کے فتویٰ کو نصاً یا سکوتاً مان لیا ہو تو آپکی اور گورکھپوری اور بریلوی تحریروں کا کوئی مُضر اثر اجماع پر نہیں ہو سکتا۔ ازل سے ابد تک بھلوں اور بُروں سب کا اجماع نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

جناب مولوی صاحب ہمارے زمانہ کے اجماع پر یہ اعتراض بھی شاید کر سکینگے بشرطیکہ ان کو اصولیوں کی کتابوں پر کبھی نظر پڑی ہو۔ وہ اعتراض یہ ہے کہ اجماع سے مراد مجتہدین کا اجماع ایک زمانہ میں ہونا ہے۔ جیسا کہ کتب اصول میں یہ قول بھی لکھا ہے۔ تو اسکا جواب بھی ہمارے حق پسند ناظرین سُن لیں۔

اجماع کی تعریف میں اصولیوں اور اماموں کا بیحد اختلاف ہے چنانچہ نور الانوار میں لکھا ہے کہ

وفی الشریعۃ اتفاق مجتھدین صالحین من امۃ محمد صلعم فی عصر	کسی بات یا کام پر کسی ایک زمانہ میں امت محمدیہ صلعم سے نیکوکار مجتہدوں کے اتفاق کو اجماع شرعی کہا جاتا ہے

واحد على امر قولي او فعلي يتفق بعضهم على قول وفعل وسكت الباقون ولا يردون عليهم بعد مضي التامل وهي ثلاثة ايام او مجلس العلم يسمى هذا اجماعا سكوتيا وهو مقبول عندنا قال بعضهم لا اجماع الا للصحابة وقال بعضهم لا اجماع الا لعترته صلعم قال مالك يشترط فيه كونهم من اهل المدينة الصحيح انه ينعقد عنده اجماع متاخرين يرفع الخلاف السابق من البين (حلافا لمحمد رح)

وکبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعضوں نے کسی قول یا فعل پر اتفاق کیا اور دوسروں نے غور کا موقع گزرنے تک خاموشی اختیار کی اور ان بعضوں پر رد نہیں کیا تذکرہ کی مجلس میں ہی یا اخیر تین دن تک تو اسکا نام اجماع سکوتی ہے جو ہمارے پاس مقبول ہے۔

کہا بعضوں نے کہ اجماع صرف صحابۂ کرام کا ہی دلیل ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ خاندان نبوت کا اجماع ہی اجماع ہے امام مالکؒ نے یہ کہا ہے کہ اجماع کیلئے مدینہ والوں کا شامل ہونا اور اتفاق کرنا ضروری ہے اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ پہلوں کے اختلافی امر میں پچھلوں کا اتفاق اجماع کہا جاسکتا ہے اور امام محمد اسکے خلاف میں ہیں۔

فتوحات مکیہ میں شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ

والاجماع اجماع الصحابة بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم لا غير وما عدا عصرهم فليس باجماع يحكم به

اجماع تو صحابہ ہی کا اجماع ہو سکتا ہے ان کے پچھلوں کا اجماع اجماع نہیں کہا جا سکتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فتاوی میں اجماع کا شرعی معنے یوں رقم فرماتے ہیں۔

معنى الاجماع ان تجتمع علماء المسلمين على حكم من الاحكام واذا ثبت اجماع الامة على حكم من الاحكام لم يكن لاحد ان يخرج من اجماعهم فان الامة لا تجتمع على ضلالة

اجماع کا معنے یہ ہے کہ مسلمانوں کے علما کسی حکم پر متفق ہو جائیں اور جب کبھی اس طریقہ سے کوئی حکم ثابت ہو جاوے تو ان کے اجماع سے کسی کو خبر بانے کے گزیر نہیں اسلئے کہ تحقیق امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی ہے۔

جب اہل اصول کے پاس اجماع کی تعریفوں میں اسقدر بلکہ اس سے بھی زیادہ کیا کچھ اختلافات موجود ہیں

تو آپ ایک تعریف کو لیکر دوسری تعریفوں کو ماننے والوں پر اعتراض نہیں کر سکتے ہیں امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے عموما مسلمانوں کے اتفاق کو اجماع فرمایا ہے کسی زمانہ کی تخصیص نہیں کی اور نہ مجتہدین بعد کی خصوصیت پیش کی۔ اسکے علاوہ خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (سورۂ نساء)

اور جو کوئی خلاف کرے رسول کا بعد اسکے کہ ظاہر ہو وے واسطے اسکے ہدایت اور پیروی کرے سوا راہ مسلمانوں کے متوجہ کرینگے ہم اسکو جدہر وہ متوجہ ہوا ہے اور داخل کرینگے ہم اسکو دوزخ میں اور وہ بری جگہ ہے پھر جانے کی۔

اس حکم کے مطابق دشمنان اسلام کیساتھ تعاون جائز رکھنے والے رسول اللہ صلعم اور قرآن پاک کے برخلاف کرنے اور مسلمانوں کے علماء اور جماعت مسلمین کی مقرر کردہ تجویزات کا اور راہ کے سوا دشمنان دین کی خوشامد کے خیال سے ان دشمنوں کی راہ پر چلنے کی وجہ سے جہنمی ٹہرے خداوند پاک ان کو اور ہمکو نیک راہ اور مسلمانوں کے طریقہ پر چلنا نصیب فرماوے آمین۔

پھر ان مقدس علماء کرام کے گروہ کو نام نہاد علماء کا لفظ جناب مولوی ضیاء الدین محمد صاحب کا لکہنا مقدس علماء کے خادموں کے دلوں اور سینوں پر نیزوں کی طرح کام کیا اور ان کے آتش افشاں والے الفاظ نے سچے مسلمانوں کو آگ کے شعلے بنا دیا مگر سچے مسلمان صبر کرتے ہیں اور جناب مولوی صاحب کے حق میں اتنا کہہ دیتے ہیں ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا (سورۂ کہف)

بڑی بات ہے جو نکلتی ہے مونہوں انکے سے یہ تو جھوٹ کہتے ہیں

حضرات! جناب مولوی صاحب کے اس لفظ نام نہاد علماء کی چہوٹا منہ بڑی بات کہتے ہیں

اب آپکو خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔

(۶) جناب مولوی ضیاء الدین محمد صاحب کا یہ اعتقاد ہے کہ مطلق خلافت تنزلاً سیاسی چیز ہو سکتی ہے
فرماتے ہیں کہ

"احقر کا تو یہ اعتقاد ہے کہ کوئی مسلمان جسکے دل میں رائی برابر ایمان ہو مسئلہ خلافت کا مخالف ہو نہیں
سکتا مذہباً نہیں سیاسۃً تو مانتے ہیں (کھلی چٹی بنام مولانا شر رصاحب کالم ۲)

پھر فرماتے ہیں کہ

جس وقت اس قسم کی خلافت کیسٹی قائم کرنیکا خیال تک پیدا نہ ہوا تھا احقر کو اسوقت سے ہی خلافت کے
متعلق پوری ہمدردی ہے متعدد مجالس میں اس امر کے اظہار کرنے سے پہلو تہی نہیں کرتا تھا اور
جسوقت جنگ کیلئے کلکٹر صاحب راس نے مجھ سے رائے طلب کی تھی تو میں نے انکو جتلا دیا تھا کہ زنہار کوئی ایک مسلمان
بھی راضی نہیں ہو سکتا کہ سلطنت ترکی کا ایک چپہ زمین بھی کسی غیر مذہب کے ہاتھ دیا جاوے۔ شریف کو عرب میں
سلطنت رانی کا مادہ نہیں ہے آخر انکو کسی دوسری سلطنت کا سہارا لینا ہی پڑیگا اور جب کوئی سلطنت
بجز ترکی کے مسلمان نہیں ہے تو اگر یہ شریف کو نصرانی حکومت کی ماتحتی قبول کرنا پڑیگا جسکو شرع اجازت
نہیں دیتی ہے وَلَن يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا (ہرگز نہیں بنائیگا اللہ تعالیٰ
کافرین کو مومنین پر کوئی راہ) اور نہ مسلمان گوارا کر سکتے ہیں جو لوگ اسکے خلاف کہہ رہے ہیں ان کو
مسلمان باغی اور ظالم سمجھتے ہیں اور اس خلافت کے متعلق ایجیٹیشن کرنیکا ہی میں مخالف نہیں ہوں
مگر جوش میں آکر مشرکین کی وہ باتیں جو خلاف شرع ہیں مان لینا جیسے ذبح گاؤ وغیرہ شعائر اسلام
کے خلاف سمجھتا ہوں۔" (کھلی چٹی کالم ۳ بنام مولانا شرر صاحب)

جناب مولوی صاحب! آپ ہی لفظ سیاست کو تنزلاً مسئلہ خلافت کی نحوی قاعدہ کے رو سے تمیز
ٹھہراتے ہیں پھر اوپر رائی برابر ایمان پر اسکو مبنی فرماتے ہیں۔ آپ ہی انصاف فرمائیں کہ سیاسی
چیز کو ایمان و مذہب سے کیا تعلق اور یہ کیسا تناقض و ضد۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ سیاست سے
مراد سیاست ایمانیہ لیجاوے جو انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی شان میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء (بنی اسرائیل پر (پہلے) انبیاء علیہم السلام سیاست فرماتے چلے آتے تھے

اور اسی لفظ سیاست کو اس حدیث میں خلافت کے معنے میں لیکر آنحضرت صلعم نے اپنی خلافت کے

متعلق پیشنگوئی اسی حدیث میں فرمائی تھی کہ

الخلفاء فیکثرون | میں آخری نبی ہونگا وہ میرے خلیفے میرے بعد انبیاء نہیں ہونگے خلفاء ہونگے اور بہت ہونگے

چونکہ مولوی صاحب نے مذہب کے مقابلہ میں لفظ سیاست استعمال کیا ہے تو سیاست سے سیاست

ایمانیہ وغیرہ تو یہاں مراد نہیں ہو سکتی - اب دنیوی سیاست ہی مراد ٹہری جسکے لئے رائی برابر بھی

ہمارا ٹہرا برابر ایمان کی قید بے محل ہے پس اگر آپکی تحریر سے دنیوی سیاست ہی مراد لینگے تو اسکا جواب

آپکی تحریر سے ہی سن لیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ " جب کوئی سلطنت بجز ترکی کے مسلمان نہیں ہے تو ناگزیر شریف

کو نصرانی حکومت کی ماتحتی قبول کرنا ہوگا جسکو شرع اجازت نہیں دیتی - ولن یجعل اللہ للکافرین علی

المؤمنین سبیلا (ہرگز نہیں بنائیگا اللہ تعالیٰ کافرین کو مومنین پر راہ) اور نہ مسلمان گوارا کر سکتے

ہیں جو لوگ اسکے خلاف کر رہے ہیں انکو مسلمان باغی اور ظالم سمجھتے ہیں! اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ

زنہار کوئی ایک مسلمان بھی راضی نہیں ہو سکتا کہ سلطنت ترکی کا ایک چپہ زمین بھی کسی غیر مذہب کے

ہاتھ دیا جاوے "

اب ناظرین ہی خود دیکھیں کہ جناب مولوی صاحب نے محض خلافت کو دنیوی سیاسی مسئلہ قرار دیا تھا انہی

کے الفاظ سے یہ صاف معلوم ہو گیا کہ شریف کے ترکی خلیفہ کی ماتحتی سے نکلنے کو شرع اجازت نہیں دیتی

اور ایسا کرنے والونکو مسلمان باغی اور ظالم سمجھتے ہیں - اور ترکی خلافت و سلطنت سے ایک چپہ زمین

بھی غیر مذہب کے ہاتھ میں دئے جانے سے کوئی ایک مسلمان بھی راضی نہیں ہو سکتا ہے تو آیا یہ شرعی مسئلہ

ہے یا دنیوی سیاسی ؟ اگر خلافت شرعی مسئلہ نہ ہوتا تو آپنے کیوں لکہا کہ شرع خلیفہ ترکی کی ماتحتی سے

شریف کو نکلنے کی اجازت نہیں دیتی ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے ولن یجعل اللہ للکافرین

علی المؤمنین سبیلا (ہرگز نہیں بنائیگا اللہ تعالیٰ کافرون کو مومنون پر کوئی راہ) الحمد للہ

آپ ہی کے قلم سے خلافت سیاسی ہونے کے ذریعہ شرعی ثابت ہو چکی - مگر پھر بھی ہم احادیث شریفہ

سے اور بھی چند روایات اور اقوال متکلمین اہلسنت جہاں تک ممکن ہو جمع کرکے ناظرین کو دکھلانا چاہتے ہیں کہ خلافت کسقدر ضروری اور اہم جزء اسلام میں کہی گئی ہے۔ صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ

فانہ لیس احد من الناس خرج من السلطان شبرا فمات علیہ الامات میتۃ جاھلیۃ	پس تحقیق جو کوئی سلطان اسلام کی اطاعت سے بالشت بھر بھی باہر ہوا اور اسی حالت پر مرا تو اسکی موت جاہلیت کی حالت پر ہوئی۔

جامع ترمذی میں مروی ہے کہ

من فارق الجماعۃ شبرا فکانما خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ وفی روایۃ للحاکم دخل النار	جو کوئی جماعت سے بالشت بھر بھی باہر ہوا اسکا حکم یہ ہے کہ گویا اسنے اسلام کی اطاعت کا حلقہ اپنی گردن سے نکالدیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوا۔

اور صحیحین میں مروی ہے کہ

کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا قال فوا ببیعۃ الاول فالاول ثم اعطوھم حقھم	بنی اسرائیل کی رہنمائی واسطے انبیاء کرتے تھے ایک نبی گیا تو دوسرا نبی اسکی جگہ مامور ہوتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے البتہ خلیفے ہونگے اور بہت ہوجائیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا پس آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ ہر ایک پہلے خلیفہ کی بیعت واطاعت نباہ لیجیو اور ان کی اطاعت وحمایت کا حق ادا کرتے رہو۔

مسند احمد اور صحیح مسلم میں ہے کہ

الا من ولی علیہ وال فراٰہ یاتی شیئا من معصیۃ اللہ فلیکرہ ما یاتی من معصیۃ اللہ ولا ینزعن یدا من طاعۃ	خبردار جس کسی پر کوئی مسلمان حاکم ہو پس اگر اسنے اللہ پاک کی معصیت دیکھی تو اس معصیت پر ناخوش ہو مگر اسکی اطاعت وخلافت سے ہرگز ہاتھ نہ کھینچے

اور انہی دو کتابوں میں ہے

عن عوف الاشجعی قال سمعت رسول اللہ	عوف اشجعی فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلعم سے

سامعہ یقول من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ

سنا ہے فرماتے تھے کہ جو کوئی تمہاری اس حالت میں کہ پھوٹ ڈالے جو تم ایک خلیفہ کو مانتے چلے آتے ہو تو اس تفرقہ انداز کو قتل کر ڈالو

امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری جزء ۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

فقد دعا المامون والمعتصم والواثق الی بدعۃ القول بخلق القرآن وعاقبوا العلماء من اجلہا بالقتل والضرب والحبس وانواع الاہانۃ ولم یقل احد بوجوب الخروج علیہم بسبب ذلک ودام الامر بضع عشرۃ سنۃ حتی ولی المتوکل الخلافۃ فابطل المحنۃ اھ

پس تحقیق مامون اور معتصم اور واثق ان تینوں خلیفوں نے قرآن کے مخلوق ہونیکا قول جاری کرنے کے خیال سے کتنے عالموں کو قتل کیا اور کتنوں کو مارا اور قید کیا اور قسم قسم کی ذلت دی مگر کسی امام نے ان خلیفوں کی اطاعت سے باہر ہونیکا فتوی نہیں دیا اور دس سال گزر دیئے معاملہ رہا یہاں تک کہ خلیفہ متوکل باللہ نے یہ تکلیفیں دور کیں

صحیح مسلم میں ہے کہ

تسمع وتطیع وان ضرب ظہرک واخذ مالک فاسمع واطع

تم سلطان اسلام کی سنا کرو اور اطاعت کیا کرو اگرچہ کہ تمہاری پیٹھ پٹ جاوے اور تمہارا مال چھین جاوے تب بھی اس خلیفہ کا حکم سنو اور مانو۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں حضرت ملا علی قاری ہروی حنفی رح فرماتے ہیں کہ

واما الخروج علیہم وقتالہم فحرام وان کانوا فسقۃ ظالمین

بہر حال خلیفوں کی اطاعت و خلافت سے باہر ہونا اور لڑنا حرام ہے اگرچہ کہ وہ فاسق و ظالم ہوں۔

مسامرہ میں ہے کہ

لم یوجد قرشی عدل او وجد ولم یقدر (او لم یوجد من قدر علی تولیۃ لغلبۃ الجورۃ) ویحکم فی کل من الصورتین بصحۃ ولایۃ

عادل قریشی خلیفہ ہونے کے لئے نہ پایا گیا یا پایا گیا مگر ظالموں کے غلبہ کی وجہ سے اپنی حکومت سنبھال نہ سکے تو ہر ایک صورت میں غیر قریشی اور غیر عادل کی بیعت

من ليس بقرشي ومن ليس بعدل الفضل ورة

والی وخلیفہ بنا سکتے ہیں۔

شرح مقاصد میں ہے کہ

فان لم يوجد من قريش من يجمع الصفات المعتبرة ولي كناني فان لم يوجد فرجل من ولد اسمعيل فان لم يوجد فرجل من العجم

اگر معتبر صفات والا قریشی والی وخلیفہ بننے کے لئے نہ پایا گیا تو کنانی کو خلیفہ بنایا جاوے پس اگر کنانی نہ مل سکا تو اولاد اسمعیل علیہ السلام سے کسی کو خلیفہ بنایا جاوے پس اگر اولاد اسمعیل میں سے کوئی نہ ملے تو عجمی کو ہی خلیفہ بنایا جاوے۔

اور شرح مشکوۃ مرقاۃ میں ہے کہ

له اهلية الخلافة او التسلط والغلبة

پہلے سے کوئی شخص چاہے خلافت کے شروط رکھتا ہو یا بسبب غلبہ اور دبدبہ کے خلیفہ بنگیا ہو تو دوسرے شخص کو جو پھوٹ ڈالکر خلافت کا دعوی کرے تو قتل کر دیا جاوے

اور شرح مواقف میں ہے کہ

لكن للامة ان ينصبوا فاقدها دفعا للمفاسد التي تندفع بنصبه

امت کیلئے یہ ضروری ہے کہ خلافت کے شروط نہ پانے والے کو ہی خلیفہ بنا دیں تاکہ اسکے خلیفہ مقرر کرنے سے فسادوں کا دفعیہ ہو۔

اور حضرت حکیم امت شمس الاسلام شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی محدث رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

ان الخليفة اذا انعقدت خلافته ثم خرج آخر ينازعه حل قتله

تحقیق خلیفہ جبکہ اسکی خلافت مقرر ہو چکی تھی پھر دوسرا اختلاف کرنے نکلا تو اسکا قتل حلال ہوا۔

اور ازالۃ الخفاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ

حرام است خروج بر سلطان بعد آنکه مسلمین برو جمع شدند مگر آنکه کفر بواح از وے دیده شود

حرام ہے اٹھ کھڑا ہونا اس سلطان کے خلاف جسکی خلافت پر لوگ جمع ہو چکے تھے اگرچہ وہ سلطان

شروط خلافت نہ رکھتا ہو اور یہ حکم معنے کے رو سے متواتر ہے مگر اس سلطان ہی کو بلا لو کہا جاوے	اگرچہ آن سلطان مستجمع شرائط نباشد واین مضمون متواتر بالمعنے است اھ

مسند احمد میں مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اگر معاذ بن جبل میری وفات تک زندہ رہے تو میں اپنے بعد انہی کو خلیفہ بناؤنگا" اور یہ بھی فرمایا کہ سالم اور ابو عبیدہ میں سے کوئی ایک میری موت تک زندہ رہے تو خلافت اسکے سپرد کردیتا تو مجھے پورا اطمینان و اعتماد ہوتا (حالانکہ سالم غلام تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے)

جو لوگ خلیفہ کو قریشی ہونا ضروری ٹھہراتے ہیں ان کا رد یہ حدیث جامع ترمذی کی بخوبی کرتی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا

بادشاہی قریش میں اور قضاء یعنی جج ہونا انصار میں اور اذان دینی حبشیوں میں رہیگی (کب تک رہیگی	الملك فی قریش والقضاء فی الانصار والاذان فی الحبشة (اسنادہ صحیح)

عرصہ کا بیان نہیں) اس خبر کا وقوع کسی ایک زمانہ میں کافی ہے اگر اس حدیث کو خبر نہیں مان کر حکم ٹھہرائینگے تو جیسے قریشی کے سوا خلیفہ نہ ہونا چاہئے اسی طرح قاضی بغیر انصاری کے اور موذن بغیر حبشی کے نہیں ہونا چاہئے جب یہ دونوں چیزوں کے لئے انصاریت و حبشیت ضروری نہیں ہے تو خلافت کے لئے قریشیت کی ضرورت نہیں جس وجہ سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے معاذ انصاری غیر قریشی اور سالم غلام کو خلیفہ بنانے کی آرزو کی تھی۔

اسپر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ مذکور احادیث رسول اللہ صلعم اور ان کی شرحوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر اور کتب عقائد و کلام کے مطابق مسلمانوں کو اعتقاد رکھنا ہے تو حضرت حسین علیہ السلام کا یزید کے مقابلہ میں اٹھہ کھڑا ہونا کیسا جائز ہو سکتا ہے۔

تو اسکا دفع اور جواب یہ ہے کہ کتب تاریخ سے صحت کیساتھ پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ یزید کی ولیعہدی پر حضرت معاویہ کے زمانہ میں جو بیعت لیجاتی تھی وہ تکمیل کو نہ پہونچی تھی کیونکہ فتح الباری میں ابن حبان سے یوں مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسکے ولیعہدی کے

انکار کا پایہ گاڑدیا اور فرمایا کہ لاابایع لامیرین یعنے خلیفہ کی زندگی میں ولیعہدی کی بیعت گویا دو امیروں کی بابت بیعت ہے جسکا شرعاً ثبوت نہیں اور میں ایسا نہیں کرونگا۔ اور حضرت معاویہؓ کے وفات کے بعد جبکہ یزید خود مدعی خلافت ہوا تھا تو تب ہی سارے مسلمان اسکی خلافت پر متفق ہو چکے تھے بر ایک بڑا گروہ اسکے خلاف پر آمادہ ہو چکا تھا تو کتب احادیث وکلام کے مطابق حضرت حسین علیہ السلام کو اسکا مستحق نہ ہونا ثابت کرنیکا حق تھا اور خلافت عثمانیہ کی بابت یہ حالت نہیں ہے بلکہ انکی خلافت چلی آتی ہے اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کرتے آتے اور شریفان مکان کی ماتحتی میں رہتے رہتے صدیاں گذر چکے تو اب شریفوں کو یا دوسرے تمام کے مسلمانوں کو اس خلافت میں قرآنی اور حدیثی اور کلامی حکم کے مطابق دست اندازی حرام ہوی اور دست اندازی کرنے والوں اور ان باغیوں عثمانیہ خلافت کے نہ ماننے والوں کو قتل کرنا ضروری ٹھہرا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں خلافت کے چار قسم حسب ذیل ذکر فرماتے ہیں۔

(۱) اجماعی خلافت، جو تمام مسلمان اور اہل حل و عقد اتفاق کر کے ایک شخص کو خلیفہ منتخب کریں
(۲) استخلاف۔ جو ایک مسلّم خلیفہ اپنی زندگی میں کسی کو نامزد کرے
(۳) خلافت شوریٰ۔ ایک مجلس کثرت آراء سے کسی کو خلیفہ بناوے
(۴) استیلاء۔ غلبہ و قوت سے خلیفہ بنجاوے۔

سب اقسام کی خلافت کے متعلق ہی حضرت شاہ صاحب کا فتوی پہلے نقل ہو چکا ہے کہ کسی قسم سے خلافت ایک کے حق میں منعقد ہو چکی تھی تو دوسرے دعویدار خلافت کا قتل حلال ہے اور یہ حکم متفقٌ علیہ ہے۔ حضرات! خلافت جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کے اعتقاد کے مطابق سیاسی چیز ہوتی تو مخالف کا قتل متواتر حکم سے حلال نہ ہوتا اور اسپر کتب عقائد میں مذہبی شرعی حیثیت سے اتنی طول طویل بحث نہ کیجاتی اور خلافت کی تسلیم کی اہمیت پر اور اسکے مخالف کے قتل اور دوزخی ہونے اور جاہلیت کی موت مرنے کی کثرت احادیث مجیح وارد نہ ہوتیں۔ قرآن مجید میں تو خلافت کو خداوند

تعالیٰ شانہ اپنے بندوں کے ایمان و صلاحیت کی جزاء قرار دیتا جو ایسی چیز جو ایمان و صلاح کے بدلے اور بجز ان کے حاصل ہو وہ سیاسی چیز کیسی ہو سکتی ہے ؟

جبکہ خداوند تعالیٰ اس خلافت والی آیت میں وعدہ خلافت ایمانداروں کے ساتھ فرماکر بطور عطف خلافت کو دین کا پایہ مضبوط کرنے والی چیز اور ایسی خلافت کو امن کیساتھ عبادت کرانیوالی چیز قرار دیا گو ہم آیت خلافت میں ہر ایک عطف کو جداگانہ وعدہ سمجھتے مگر جبکہ ہم کتب عقائد کی نگاہ سے اس آیت خلافت پر غور کرتے ہیں تو بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عطف تاکیدی ہے تاسیسی نہیں کیونکہ خلیفہ میں بڑی شرط تمکین دین و امن کے ساتھ توحید و عبادت کرا لینے کی قدرت رکھی گئی ہے یہی اصل شرط ہے اور گویا یہی خلافت کا رکن اعظم ہے

پس ایسی خلافت کو جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کے عقائد کے مطابق سیاسی چیز کہنے کے لئے ہم ناچیزوں کی جرات نہیں ہے بلکہ بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

خلافت کس کا حق ہے اور اس میں کچھ کسی قوم عربی یا عجمی قریشی یا غیر قریشی کی تخصیص ہی نہیں۔ ناظرین کے روبرو قرآن مجید پیش کرنا ہمارا فرض ہے جبکہ مخالف اس خلافت کو سیاسی سمجھتا ہو ارشاد باری ہے کہ

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

البتہ تحقیق زبور میں ہم نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے تھے کہ زمین کے مالک میرے صلاحیت والے بندے ہوں گے

اور یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ

وہ لوگ کہ اگر ہم ان کے پاؤں زمین میں جما دیں تو وہ نماز قائم کریںگے اور زکوٰۃ دینگے اور بھلائی کا حکم اور برائی سے منع کرینگے اور اللہ پاک کے اختیار میں ہے کاموں کا انجام۔

کاموں کا انجام

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ پاک کا ان سے

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي
ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ
اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ وَلَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا

وعدہ ہے کہ اونہیں زمین کی خلافت دیگا اسی طرح جیسے
اگلی قوموں کو دیچکا تھا اور ان کے لئے اسکے پسندیدہ دین کے
قدم جما دیگا اور ان کا خطرہ نکالکر امن دیگا کہ وہ خالص
خدا ہی کی عبادت کریں۔

مذکورہ آیات شریفہ سے یہ ثابت ہوا کہ خلافت دین کی قائم و مضبوط کرنے والی اور دین کا دور زمین
پر جمانیوالی چیز ہے جو سیاسی نہیں ہوسکتی۔ اور اسکے لئے ایمان و صلاحیت کے بغیر دوسرے قریشیت و
غیر قریشیت کی شرط ضروری نہیں۔ وبس ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
که درین راه فلان ابن فلان چیزے نیست

حدیث شریف میں آیا ہے کہ

من بطأ به عمله لم يسرع به نسبه
جسکی کارروائی سے اہلیت و استحقاق کا ثبوت نہ ہو تو اسکا
خاندانی ہونا اسکو اہلیت کی جانب نہیں بڑہا سکتا ہے

خلافت نام ہے محمد عربی صلعم کے ملک جزیرۂ عرب عموماً اور خداوند پاک کے گھر وغیرہ مقامات مقدسہ کو
خصوصاً دشمنان دین کے نجس قبضہ سے بچانے اور انکی پاسبانی کرنیکا۔ پس جو شخص انکی پاسبانی کا بیڑا
اپنے سر لے رکہا ہو اور اسکی حفاظت کی خاطر سر بکف جان تو ڑمساعی ہیں اپنے مالک سے ع عالم تمام
دشمن جان شند برائے تو۔ کہتا ہوا اپنے آپکو وقف کردیا ہو اسکو خلیفۃ المسلمین کہا جاتا ہے اور ایسے
خلیفہ کے لئے شرع نے اسلام کی خاطر جانبازی کی آمادگی اور اسلام کی پہرہ داری کی قدرت کے سوا کوئی
شرط معتد بہ نہیں ٹہرائی ہے ع بندگی باید پسر زادگی درکار نیست

جس سرزمین عرب و رخطۂ پاک کا دشمنان سے بچانا خلافت ہے اور آنحضرت صلعم نے اپنی حیات کی آخری ساعت مسنون
میں اس سرزمین پاک کو دشمنوں سے بچانے کی وصیت فرمائی ہو چنانچہ صحیح مسلم اور مسند احمد میں مروی
ہے کہ لاخرجن اليهود والنصارى من
جزيرة العرب حتى لا ادع الا مسلما

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں البتہ نکالدونگا بذات خود یا
بوساطت خلافت یہود و نصاری کو عرب کی سرزمین یہانتک کہ

ہمیں مُسلم کے سوا کسی کو نہ رہنے دونگا۔

اور حضرت عمرؓ کی روایت میں ہے کہ

اخرجوا الیهود والنصاریٰ من جزیرة العرب

رسول اللہ صلعم نے (آخر کلام وفات کے وقت میں امور کی بابت) فرمایا (جس میں سے ایک یہ ہی) کہ نکالدو علاقۂ عرب سے یہود و نصاریٰ کو

امام مالکؒ اور امام زہریؒ نے حضرت عمرؓ سے یہ روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ

لا یجتمع بجزیرة العرب دینان عرب کے خطہ میں دو دین (ایک تو اسلام اور دوسرا غیر اسلام) جمع ہوکر نہیں رہ سکتے

پس اس قسم کی پیاری خلافت کو جسکا درد وغم رسول اللہ صلعم نے اپنی آخری دم حیات میں بھی ظاہر فرمایا ہو اسکو سیاسی کہنا کیسے باغیرت مسلمان کا قول ہوگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارے برادران اسلام ضمناً یہ بھی یاد رکھیں کہ اس نبوی آخری وصیت کو حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں بخوبی جاری کرکے چھوڑا۔ چنانچہ حدیث ابن ابی شیبہ میں مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہود و نصاریٰ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ

فانی مجلیکم فاجلاهم پس میں جزیرۂ عرب سے تمکو تحقیق نکالدینے والا ہوں (یہ فرمایا اور) نکال ہی دیا

تفسیر فتح البیان میں مروی ہے کہ

عن ابی موسیٰ رض قال قلت لعمر بن الخطاب ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالك وله اتخذت حنیفا یعنی مسلما وتلا هذه الآیة یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا الیهود والنصاریٰ اولیاء قلت له دینه ولی کتابته فقال لا اکرمهم اذ اهانهم الله ولا اعزهم اذ اذلهم الله ولا ادنیهم اذ ابعدهم الله قلت انه لا یتم امر البصرة الا به فقال مات النصرانی والسلام

ابو موسیٰ اشعریؓ نے امیر بصرہ ہونے کے بعد حضرت امیر المومنین عمرؓ سے کہا کہ میرا منشی ایک نصرانی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم کو نصرانی سے کیا علاقہ تم نے کیوں ایک مسلمان کو منشی نہیں بنا لیا اور یہ آیت پڑھی کہ اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنے مددگار مت بناؤ حضرت ابو موسیٰؓ نے عرض کیا کہ اسکا دین اسکو اور مجھکو تو فقط اس کی کتابت منظور ہے امیر المومنین حضرت فاروقؓ نے فرمایا کہ جن کی خدا وند پاک نے توہین کی ہے میں ان کو بزرگی نہیں دونگا اور جن کو خدا وند پاک نے ذلت دی،

یعنی حسب انه مات فما تصنع بعده فما تعمله بعد موته فاعمله الآن واستغن عنه بغیره من المسلمین

میں ان کی عزت نہ کرونگا اور جن کو اللہ پاک نے ہٹا دیا ہے میں اسکو نزدیک نہیں کرونگا حضرت ابو موسیٰ رضنے عرض کیا کہ اس نصرانی کے بغیر بصرہ

میں کام نہیں چلتا ہے پس حضرت فاروق رضنے فرمایا کہ اگر وہ نصرانی مرجاوے تو اسکے بعد جو کروگے وہی صورت اب کرلو اور اس نصرانی کو نکالکر کسی مسلمان کو محرر بنالو۔

ناظرین اس روایت سے نصرانی کو مسلمانوں سے ہٹا دینے کی اور بصرہ عراق عرب کے امیر کے پاس بھی اسکو ماتحت بنکر رہنے کی اجازت حضرت عمر رضنے نہیں دی اور فاروق اعظم نے ماتحت نوکر رکھنا انکا پسند نہ کرکے ایسی انکی ماتحتی کو قرآن کے لفظ اولیا سے موالات و تعاون قرار دیا اور ایسی تعاون و موالات سے روکدیا پھر جائیکہ جب مسلمان لوگ اور خصوصا اہل عرب نصاریٰ کی ماتحتی میں آویں اور اسکو موالات و تعاون نہ سمجھیں اور ان سے موالات و تعاون ترک کریں۔ الحاصل اس روایت سے حضرت فاروق اعظم رضنے یہود و نصاریٰ کے اخراج اور ترک موالات اور ترک تعاون کا اتفاق اور انکا اہتمام روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے صرف ہدایت کے کان نصیب ہونے کی ضرورت ہے خداوند پاک ہم سب کو نصیب کرے۔

(۲) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب دیوری اور نظام الدین احمد خان صاحب گورکھپوری اور ان کے ہمخیال لوگوں کا یہ اعتراض ہے۔ ہم لوگ مشرکین ہنود سے عموما اور گاندھی سے خصوصا ترک تعاون اور ترک موالات کیوں نہیں کرتے اور نصاریٰ سے ترک موالات اور ترک تعاون کرتے جاتے ہیں حالانکہ نصاریٰ کو مشرکین کی بنسبت زیادہ مودت و محبت والے مسلمانوں کے حق میں قرآن پاک نے قرار دیا ہے چنانچہ مشرکین کا ذبیحہ اور ان کی لڑکی مسلمانوں کو حلال نہیں اور نصاریٰ کا ذبیحہ اور ان کی لڑکی مسلم کو حلال ہے کھانا اور لڑکی کرلینا اعلیٰ درجہ کی موالات ہے جس سے تمہاری ترک موالات کا خیال کافور ہوجاتا ہے چنانچہ نظام الدین احمد خان صاحب گورکھپوری اپنے مسلک الکلام صفحہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

الف "آپکو مخالفت موالاۃ بالمشرکین سے ہرگز نہیں ہے دعویٰ ترک موالات غلط ہے۔ قرآن شریف میں بہت سی آیتیں ہیں مگر یہاں صرف وہی آیتیں تحریر کیگئی ہیں جو خاص مشرکین سے متعلق ہیں اہل کتاب تو ان پر ہزار درجہ ترجیح ہے قال اللہ تعالیٰ ولتجدن اقربھم مودۃ للذین امنوا الخ

ب صفحہ ۶ دونوں طرف سے طعام و ذبیحہ اہل کتاب کو حلال فرمایا اور نکاح تعلق مابین مسلمان نصاری و یہود کے قائم کردیا کیا میاں بی بی سے بڑھکر کوئی تعلق کوئی معاملہ ہو سکتا ہے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) مشرکین گئو سالہ پرستوں کے ساتھ قطع تعلق مذکور کا حکم دیتا ہے نصاریٰ کے

ج ساتھ اس قسم کا ترک موالات جائز نہیں بلکہ ممنوع ہے صفحہ ۱۱ اگر کوئی شخص ترک موالات سے انکار کرتا ہے تو صاف صاف اس سے کہا جاتا ہے اور دھمکی دیجاتی ہے تمکو بائیکاٹ

د کردیا صفحہ ۱۳ اگر اس قسم کا ترک موالات ایک شرعی امر ہے اور بقول آپکے واجب و فرض ہے تو بتائے کیوں علماء سلف صالحین نے اس ترک موالات کا فتویٰ نہیں دیا۔

ھ صفحہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا ہے اسکو حلال اور جس چیز کو حرام فرمایا ہے اسکو حرام جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے اسکو اپنے اوپر حرام کرنا جائز نہیں یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک یہ آیت ترک مباح پر نازل ہوئی

و صفحہ ۱۳ مولانا و قدوتنا مرحوم قدس اللہ سرہ کے انتقال پر ملال کے بعد ہی مسلمانوں نے تجویز شروع کردی کہ شیخ الہند کس کو بنانا چاہئے سبحان اللہ میں عرض کرتا ہوں مہاتما گاندھی کو کیوں شیخ الہند نہیں بنا دیتے"۔

(جناب مولوی ضیاء الدین صاحب ویلوری تحریر فرماتے ہیں کہ)

ز "اہل یورپ نے سلطنت ترک سے ایسے صدہا وعدے کئے ہیں جنکا ایفا نہیں کیا گیا اللہ جل شانہ کفاروں سے جس فرقہ کو اقرب مودت فرماتا ہے ان کی جب یہ حالت ہے تو غور فرمائیے کہ مشرکین کا کیا اعتبار (دکھلی چٹی بنام مولانا شرر صفحہ ۲ کالم ۳)

ح آئندہ اپنی مشرکین کو خوش کرنے یا ہندوستان کی سلف گورنمنٹ حاصل ہونے کے

خیال عام ہے شرک خفی سے بڑھکر شرک جلی کے خود مرتکب ہوں اور دوسروں پر اسکی تعمیل کی
جبر بھی کریں ،، (خط مولوی ضیاء الدین صاحب بنام ہیں مولانا صاحب)

جناب نظام الدین احمد خان صاحب گورکھپوری کے مضامین (الف اور ب) کا جواب دیا جاتا ہے بعونہٖ تعالیٰ وتوفیقہ

جن اہل کتاب کو آپنے لکھا ہے کہ " اہل کتاب کا ان پر ہزار درجہ ترجیح ہے " ان اہل کتاب میں یہود بھی داخل ہیں خداوند پاک ان کو اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً ایماندارون کے ساتھ سخت عداوت رکھنے والے ہیں کرکے فرمایا ہے اور وہ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے ان کی لڑکی اور ان کا ذبیحہ بھی حلال ہے پس سخت عداوت والوں کا بھی ذبیحہ اور ان کی لڑکی کے ساتھ نکاح حلال ہوا تو نصاریٰ کے ذبیحہ اور لڑکی کے ساتھ نکاح حلال ہونے کو بڑا تعلق اور گہرا تعلق کیسا قرار دیا جا سکتا ہے اور موالات و ترک موالاۃ کے لئے یہ دونوں امر (حلت ذبیحہ وجواز نکاح کتابیہ) معیار و میزان کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور جن نصاریٰ کو آپنے اور جناب مولوی ضیاء الدین صاحب دہلوری نے اقرب مودۃ قرار دیا ہے آیا وہ بھی نصاریٰ ہیں؟ جنکے وسکو جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کی تحریر سے دیکھیں فرماتے ہیں کہ " تقریباً ڈیڑھ سو سال سے

اہل یورپ نے سلطنت ترک سے ایسے صدہا وعدے کئے ہیں جنکا ایفا نہیں کیا گیا۔ لارڈ جارج نے کہا عیسائی ہے سیاست گلیڈسٹون کا شاگرد ہے ان کے سارے گناہ جو آج تک کئے یا زندگی تک کرینگے سب معاف ہو چکے ہیں ان کو وعدہ وفا کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ اپنا مطلب سیدھا کرنے کے لئے مخالف کو دہوکا دیتے ہیں بے وقوف تو وہ ہونگے جو ان کے باتوں پر اعتبار کیا (کھلی چٹھی)"

جناب مولوی ضیاء الدین صاحب ہیں مولانا صاحب کو لکھتے ہیں کہ

لنڈن کے کنیسے کوئی پادری صاحب دعا میں فرماتے ہیں کہ خدا کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ ہمارے مخالفین کو ہمارے غلام بنا کر فلسطین ہمکو دلایا۔ یہ غلام کون ہیں غور کیجئے۔

فقر کے خوف یا احکام دنیا کے حسن میں نصرانی فوجوں میں داخل ہو کر سیدا ترک کو شہید کرتے یا جو

جہنم رسید ہوتے ہیں اسی طرح عرب کا حال ہے کہ خلیفہ سے باغی ہو کر خسر الدنیا والآخرة ذلك هو الخسران المبین کا مصداق ہو رہے ہیں خود مٹے اور اسلامی عزت کو بھی خاک میں ملا دیا"

(کھلی چٹی کالم ۲)

جناب مولوی صاحب نے اپنی کھلی چٹی میں مسٹر لاگرانٹ میں ان نصاریٰ کی بابت کفار کا لفظ استعمال کیا اور حربیوں کے ساتھ کے برتاؤ کی عبارت نصاریٰ کے حق میں پبلک پر پیش کی۔ اور شریف کے نصرانی کے ماتحت ہونے کو نصاریٰ کی بابت کافرین کا لفظ آیت لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا سے دلیل پکڑ کے شرعاً ناجائز قرار دیا چنانچہ وہ کھلی چٹی میں لکھتے ہیں کہ یہ بات میں نے مسٹر نیگ کلکٹر مدراس سے کہا۔ اس نیچے کے مضمون سے تو جناب مولوی صاحب کے نصاریٰ کے متعلق اندرونی اعتقاد کا فر اور حربی ہونے کا نظر آتا ہے اور پہلی تحریر سے ان عیسائیوں کے محبوب نظر آتے ہیں کہ ان کی فوج میں داخل ہونے والے دیندار ترکوں کو شہید کیا اور خود جہنم رسید ہوئے (حالانکہ اس فوج میں کلمہ گو لوگ ہی تھے مگر مولوی صاحب ان کو ہی جہنم رسید کرتے ہیں۔) اور جناب مولوی صاحب نے ان کے پادری اور ان کے وزیر اعظم کا حال ذکر کر کے لوگوں کو ان پر برافروختہ بنایا ہے اب آپ ہی انصاف فرمائیں کہ کیا جن لوگوں نے یہ کام کئے وہ اقرب مودت ہو سکتے ہیں؟ اگر کسی زمانہ کے کسی ایک عیسائی کے خاص چند افراد کا خوبیوں سے قرآن پاک میں تذکرہ آیا ہے تو ایسی خاص خاص تعریفوں کے مستحق کبھی مشرکین مکہ بھی ہوئے ہیں۔ اور یہود کے چند افراد ہی کبھی خاص خاص تحسینوں سے نوازے گئے ہیں چنانچہ یہود جو اشد ہیں عداوت میں ان کے ایک فریق کی تعریف فرماتا ہے چنانچہ سورۂ مائدہ میں ہو کہ

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ الآیۃ	اور بعض اہل کتاب (یہود میں سے) ایسے ہیں کہ جن کو تم ایک (بڑے) خزانہ کے امین ٹھہراؤ تو تم کو برابر واپس کر دینگے

اور مشرکین مکہ میں سے چند کی بابت یہ ارشاد ہوا کہ

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ	قریب ہے کہ اللہ تمہارے اور تمہارے مخالفین

عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً	(مشرکین) میں باہمی مودت پیدا کر ڈالے ۔

اگر کوئی یہ کہے کہ یہود کے متعلق کی آیت عبداللہ بن سلام جیسے لوگوں کی بابت نازل ہوئی تھی جو مسلمان ہو گئے تھے اور مشرکین مکہ کی بابت نازل ہوئی سو آیت میں اُن مشرکین کا ذکر ہے جو فتح مکہ معظمہ میں مسلمان ہو گئے تھے تو ہم بھی جواب نصاریٰ کے اقرب مودت ہونے پر دیتے ہیں کہ آیت بھی انہی نصاریٰ کے متعلق نازل ہوئی تھی جو حبشہ میں مسلمان ہو چکے تھے جنمیں نجاشی بادشاہ بھی شامل ہے جن نصاریٰ کی بابت اقرب مودت آیا ہے اور ان کے اقرب مودت ہونے کے جو وجوہ او اسباب قرآن پاک میں وارد ہیں اُن اوصاف کو آپ نصاریٰ کے ساتھ ملا کر انصاف کریں کہ آیا یہ لوگ بھی اقرب مودت کے خطاب کے مستحق ہیں یا نہیں۔ اور جو لوگ کہ موجودہ نصاریٰ حکام کو بھی مسلمانوں کیساتھ اقرب مودت سمجھتے ہیں وہ علم اور عقل سے ہزاروں برس فاصلے پر پڑے ہوئے ہیں۔ اقرب مودت والے نصاریٰ حبشہ کے نصاریٰ تھے جنکے ملک میں حضرت جعفر طیارؓ اور حضرت عثمان ذی النورینؓ اور ان کی زوجہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلعم ابتدا اسلام میں جا کر ہجرت کی تھی اور وہ نصاریٰ حبشہ کے ان سے کلام پاک قرآن مجید سنے۔ چنانچہ خداوند پاک سورہ مائدہ میں ارشاد فرماتا ہے

ذٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَإِذَا سَمِعُوْا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى أَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَأَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ	(ان کا اقرب مودت ہونا) اسلئے ہے کہ اُن میں سے اہل علم بھی اور خداوند پاک سے ڈرنیوالے اور یہ بھی کہ وہ تکبر نہیں کرتے ہیں۔ اور جب سنا انہوں نے رسول اللہ صلعم پر اُتاری ہوئی کتاب تو آپ دیکھتے کہ اُن کے آنکھوں سے آنسو بہتے تھے بسبب حق جاننے کے کہنے لگے اے رب ہمارے ہم ایمان لائے پس شہادت دینے والوں کے ساتھ ہمارا نام لکھدے اور کیا ہوا ہمکو کہ ہم اللہ پاک اور اس حق پر ایمان

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھَارُ خَالِدِیْنَ فِیْھَا وَذٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

نازل ہوئی جو ہمارے پاس آیا اور ہم امید رکھتے ہیں یہ کہ ہمارا پروردگار ہمکو صالحوں کے ساتھ داخل کرے۔ پس ان کے اس کہنے پر خداوند پاک نے ان کو بدلہ دیا ان بہشتوں کا جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہینگے اور یہہ بدلہ ہے نیکوں کا۔

ناظرین دیکھیں کہ وہ حبشہ کے نصاریٰ پہلے نصاریٰ تھے کلام پاک سنتے ہی روئے اور مسلمان ہو گئے وہ اہل علم اور خداوند پاک سے ڈرنیوالے تھے اور کبر و غرور نہ رکھتے تھے اور ان کے جنتی ہونے کی خداوند پاک نے بشارت بھی دی چنانچہ ان میں کا بادشاہ اصحمہ نجاشی کی موت پر آنحضرت صلعم نے غائبانہ جنازہ صحابہ کے ساتھ مدینہ میں ادا فرمایا

ان اوصاف مذکورہ میں سے ایک وصف تو بیان کریں کہ موجودہ عیسائی حکام طبقہ میں موجود ہے جس ان کے ساتھ آپ موالات کا حکم عطا فرماتے ہیں

موجودہ نصاریٰ تو جتنا کچھ کلام خداوندی اور حکم اسلامی سنتے جاتے ہیں اور سارے مسلمانوں کے مذہبی جذبات تحریکات اور جلسوں اور اخباروں اور عرضیوں اور تاروں اور وفدوں کے ذریعے معلوم کرتے جاتے ہیں اتنا اور اینٹھتے جاتے ہیں نہ انہیں اسلامی علم ہے اور نہ حق پسندی ہے۔ ہے تو فقط کبر و نخوت ہے یہ مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنا اور انکی خلافت اور اسلامی طاقت پر قبضہ کرنا اپنا ضروری کام سمجھتے ہیں اور یہہ جنتی ہی نہیں ہیں اور نہ ان میں سے کسی کا انتقال ہوا ہے پر مسلمانوں کو جنازہ ادا کرنا جائز و روا ہے۔ اُن نصاریٰ پر جو محمدی ہو کر لقب جنتی اور اقرب مودت ہونیکا خداوند پاک سے حاصل کئے ہیں موجودہ دشمنان دین کو کیسے قیاس کر سکتے ہیں اور ان سے موالات و تعاون جائز رکھنے کو اسلامی غیرت اور مذہب کسطرح اجازت دے سکتے ہیں۔ آپکے ایسے قیاس کو قیاس فاسد اور قیاس مع الفارق کہتے ہیں۔ ناظرین! خوب یاد رکھیں کہ ترک تعاون اور ترک موالات کا حکم کچھ نصرانیت اور یہودیت اور مجوسیت اور ہنود ہونے پر نہیں کہا گیا بلکہ جس کسی میں اسلام کی دشمنی

یا دشمنوں کی مدد جبکہ پائی گئی اسی وقت اسکے ساتھ ترک تعاون اور ترک موالات کرنا چاہیئے اگرچہ
گروہ نام کے مسلمان ہی کیوں نہ ہوں خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ — اور جو کوئی تم (مسلمانوں) میں سے ان (یہود ونصاریٰ) کو اپنا مددگار بناوے وہ انہی میں سے ہے

اور یہہ بھی ارشاد ہے کہ

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ — اور جو کوئی ان (دشمنان دین) کو اپنا ولی ومددگار کرلیوے پس وہ اللہ پاک سے بے تعلق ہوگیا

اور امام ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

بارتداده عن دينه ودخوله في الكفر — وہ اپنے دین سے مرتد ہو کر کفر میں داخل ہوگیا۔

حالانکہ مسلمانوں کی لڑکیاں لینا اور ان کے لڑکوں کو مسلمانوں کی لڑکیاں دینا جائز ہے ماں باپ کی عداوت اسلام کا قصہ ماں باپ ہونے کے لڑکوں لڑکیوں پر جو بے سمجھی سے گہرا تعلق اور موالات کی دلیل اسکو گردانا جاوے۔

خوب غور سے سنیں کہ یہود کا نام قرآن پاک میں مغضوب ہوا اور ذلت وخواری کی مہر لگے ہوئے لکھا گیا ہے پھر بھی ان کی لڑکیاں اور ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ نصاریٰ اور یہود اور ہندو تو غیر قوم غیر مذہب ٹھہرے قرآن پاک تو ماں باپ بھائیوں اور کنبے والوں سے بھی ترک تعلق کرنیکا حکم کیا ہے جبکہ وہ خداوند پاک ورسول اللہ صلعم کا خلاف کریں اگر ایسا ترک تعلق نہ کریں تو خداتعالیٰ اور قیامت پر ان کو ایمان نہ رکھنے کی خبر دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔ الآیہ — تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو خداتعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اللہ اور رسول کا خلاف کرنیوالوں سے محبت کا معاملہ رکھتے ہوں اگرچہ کہ خلاف کرنیوالے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ وہ

لوگ ہیں جنکے دلوں میں ایمان لکھا ہے

وَلَوْكَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ الآيه	(اگر یہ (نام کے مسلمان واقعی) خدا اور رسول اور شرع پر ایمان رکھتے تو ان (دشمنان دین) کو اپنے یار و مددگار نہ بناتے۔

یہ اعتراض کہ گئوسالہ پرست ہندوؤں سے کیوں قطع تعلق نہیں کرتے اور نصاریٰ سے ترک تعلق کرتے ہیں حالانکہ اولٹا کرنا چاہئے تھا کہ ہندوؤں سے اللہ قطع تعلق کا حکم دیتا ہے اور نصاریٰ سے ایسا جائز نہیں (یہ خلاصہ ہے گور کھپوری کے اعتراض کا)

اسکا جواب یہ ہے: ہندوؤں سے اب تعلق رکھتے ہیں تو خدا و رسول کے حکم سے اور اب نصاریٰ سے قطع تعلق کرنے لگتے ہیں تو بھی خدا و رسول کے حکم سے۔

ان صحیح روایات پر غور کیجئے اور عمل کے کان لگائیں (خداوند پاک کے ہاتھ توفیق ہے) قزمان ایک مشرک غلام تھا وہ آنحضرت صلعم کیساتھ جنگ میں کتنے کفار کو تہ تیغ کیا اور اسکے اس تعلق کو منظور رکھا اور لوگوں کو یہ جواب ارشاد فرمایا کہ

ان الله يؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر	تحقیق اللہ پاک اس دین کی تائید بری مرد سے بھی کراتا ہے

اور ابوطالب رسول اللہ صلعم کے چچا کا حال دیکھئے کہ خود مسلمان نہ ہوکر آنحضرت صلعم کیساتھ تائید و مدد کا تعلق نبوت کے بعد گیارہ سال تک رکھتے تھے اور آنحضرت صلعم نے ان کو مقبول کیا ان دونوں کے سابق دین پر رہنے کے باوجود ان کے ساتھ ترک تعلق نہیں کیا اور نجران کے نصاریٰ مدینہ میں جو آئے تھے ان پر میدان میں جا کر لعنت بھیجنے کا حکم قرآن میں وارد ہوا یہ بھی تو نصاریٰ ہی تھے اور وہ دونوں مشرک ہی تھے یہ بات الگ ہے کہ ابوطالب کے انتقال کے وقت ایمان نصیب ہوا یا نہ۔ اور ان کو نجات ملی یا نہ۔ شیخ دحلان مکی شافعی ابوطالب کے وقت انتقال پر ایمان لانے اور ان کی نجات پانے کے قائل ہیں مگر حالت حیات میں تو وہ مشرک تھے اور ان کے ساتھ تعلق دوستانہ ان کے حین حیات میں نبی صلعم نے جاری رکھا۔ ہاں یہ بات ضروری ہوا ہم کسی کافر و مشرک سے

امداد اور اعانت نہ چاہیں یہ غیرت کا معاملہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ

انا لانستعین بمشرک | تحقیق ہم مدد نہیں چاہینگے کسی مشرک سے

اگر کوئی خود آپ ہی آپ میل ملاپ اور عدم صلح ہمارے ساتھ کرنے لگے تو موجودہ حالت پر نظر کرتے ہوئے اسکے ساتھ میل ملاپ رکھینگے نہ ماضی واقعات کو یاد کرینگے اور نہ آئندہ کا کھٹکا رکھینگے چنانچہ خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (مائدہ)	اے ایمان والو انصاف سے قائم رہو اور تم کو کسی قوم کی (برائی) عداوت (آگے) انصاف کرنے پر اور ہمارے انصاف کرو وہ تقوی کے زیادہ نزدیک ہے
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	تم کو نہ اور ہمارے کسی قوم کی وہ عداوت جو تم کو کعبہ سے روکے تھے (بعد کہ تمہارے قبضہ ہونے کے)
وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ	اگر وہ مصالحت کے لئے جھکیں تو تم بھی مصالحت کے لئے جھک جاؤ اور اللہ پاک پر بھروسا کرو۔
وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ	اور اگر وہ دل میں تمہارے ساتھ دہوکے کا (برا) ارادہ رکھیں تو تحقیق تمہارے لئے اللہ پاک کافی ہے

ع چیز یکہ بے سوال رسد دادۂ خداست — اور اتورو مکن کہ فرستادۂ خداست

خلاصہ یہ کہ اگر مصالحت کرنے میں تو عداوت مت کرو اور اگر عداوت کرتے ہیں تو ان کا تعلق مت رکھو ع اگر صلح جوئی نہ خواہم جنگ — وگر جنگ خواہی نہ یابی درنگ

اور یہ اعتراض کہ مسلمانوں کو بائیکاٹ کیا جاتا ہے بلا تنگی دیجاتی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ تین صحابہ جلیل القدر مرارہ بن ربیع۔ ہلال بن امیہ۔ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم سے پچاس دن تک جنگ کر ان کے قبول توبہ کی وحی نہ آئی تھی قطع تعلق و کلام وغیرہ کیا گیا تھا جسکا قصہ سورہ توبہ کے آخر میں موجود ہے۔ اور ازواج مطہرات سے ایک ماہ تک بہ طور ایلا، لغوی کلم د

وکلام و تعلق ہو پیدا تک آنحضرت صلعم نے حلف بند رکھا تھا بعد وحی آئی کہ تم رکھنا ہو تو فلان شرط پر ان کو اپنے ماتحت رکھو یا طلاق دیکر پورا قطع تعلق کردو۔ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان بھائی سے بات چیت نہ کرنے کی ممانعت کی حدیث جسکو نظام الدین احمد خان صاحب نے بسط الکلام میں لاکر ترک موالات کا رد کیا ہے۔ ان کی غلط فہمی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ شرعی وجہ کے بغیر ترک موالات و کلام کسی مسلمان بھائی سے نہ کرے۔

اتنی دراز تحریر سے پبلک کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ گاندھی اور ہنود سے موالات رکھنا ان کے اتحاد کے وقت جائز اور قرآنی حکم ہے جسپر عمل کرتے ہوئے حضرت صلعم نے بنو خزاعہ و غیر مذہب قبیلے سے موالات و تعلق رکھا تھا انہی کی تائید کرتے ہوئے آنحضرت صلعم نے فتح مکہ کی تیاری فرمائی۔ سب سے بڑا اصول موالات و ترک موالات کا عداوت کا ظاہر ہونا یا نہ ہونا ہے۔ جسکو قرآن پاک نے تصریح فرمادی ہے کہ:

لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ

اِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوْا عَلٰى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے نیک سلوک اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے نہیں منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں لڑائی نہ کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے باہر کیا تحقیق اللہ پاک انصاف کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے

اللہ پاک تو تمکو ان لوگوں کی موالات سے منع کرتا ہے جو تم سے دینی معاملہ میں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں مدد دی۔ اور جو لوگ ان سے موالات کریں ہیں وہ ظالم ہیں

نظام الدین صاحب گورکھپوری کا یہ اعتراض کا فور ہو گیا کہ " اگر اس قسم کا ترک موالات ایک شرعی امر ہے اور بقول آپکے واجب فرض ہے تو بتائے کہ کیوں علماء سلف صالحین نے اس ترک موالات کا فتویٰ نہیں دیا۔" حضرت نظام الدین صاحب! ترک موالات کا فتویٰ قرآن مجید میں اور حدیث شریف میں موجود ہے اور حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے ایک عیسائی کاتب رکھنے کو

منع کردیا تو پھر اور کونسے سلف کا نمونہ آپ چاہتے ہیں؟ پھر انکا یہ اعتراض کہ "جس چیز نے اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے اسکو اپنے اوپر حرام کرنا جائز نہیں یا ایھا النبی لم تحرم الآیۃ ترک مباح پر نازل ہوئی ہماری اباحت کے بحث سے رد ہو گیا کیونکہ مباح بھی خطاب شرعی ہے جسکے لئے دلیل شرعی تجیز والی چاہئے رسولوں کو حکم اباحت ہوا تھا کہ

كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا الآیہ | کہا ؤ پاک چیزوں میں سے اور کام کرو نیک

اصل جازتِ اباحت قرآن پاک میں موجود ہوتے ہوئے آپنے اپنے پر شہد نہ کھانے کی قسم کھالی تو یہہ آیت نازل ہوئی۔ آپ یہاں بتلادیں کہ کس جگہ قرآن وحدیث میں آپکو دشمنانِ دین کے ساتھ تعاون و موالاۃ جاری رکھنے کی اجازت اباحت ہی دیگئی ہے اگر آپ یہہ نہ بتلاسکتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ نہ بتلاسکینگے تو آپکی نظیر مذکور آیت کی آپکی بے علمی پر شہادت دیگی۔

جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کے دو اعتراض کہ مشرکین کا کیا اعتبار۔ مشرکین کو خوش کرنے کیلئے شرک خفی سے بڑھکر شرک جلی کے مرتکب ہوں

وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ | اور اگر کفار تمکو دھوکہ دینے کا دل میں ارادہ رکھیں تو پس تمکو تحقیق اللہ بس ہے۔

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ | اور اگر (اب) مصالحت کے لئے وہ جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ پاک پر بھروسا کرو۔

ان دونوں آیات شریفہ میں اوسکا جواب آگیا باقی رہا یہ کہ مسلمان غیر متعبد کو شرک خفی کی تہمت لگانا اور آئندہ کے لئے شرک جلی کی بدگمانی کرنی اہل علم کے شایان شان نہیں۔ قرآن وحدیث اور سلف کی ہدایات پر عمل کرنے والوں پر غلط الزامات نہ لگایا کریں

نظام الدین صاحب گورکھپوری کا یہ تمسخر کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے عوض مہاتما گاندھی کو شیخ الہند کیوں نہیں بنادیتے" ان جیسے شریفوں کو ہی مبارک ہو جسکا جواب ہم دینا پسند نہیں کرتے ہیں۔ خداوند پاک ان سے سمجھے

(۸) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب ویلوری جناب مین مولانا صاحب کے خط مین رقم فرماتے ہیں کہ

"ایسے بہت سے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو ذبح گاؤ جسکو خداوند عالم اجازت دیتا ہے منع تحریر کرتے ہیں اسلئے کہ مشرکین ہند خوش ہوں۔ مشرکین کو خوش کرنے کے واسطے احکام شرعیہ مین تغیر و تبدل کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں"

جناب نظام الدین احمد خانصاحب گورکھپوری بسط الکلام میں تحریر کرتے ہیں کہ

"آپ لوگ گئو ساله پرستوں اور ان کے خلفا کی تقلید میں حد سے گزر گئے ہیں اور ان کی خوشامد میں اپنے دین و مذہب کا بھی پاس نہیں کیا قربانی گاؤ کو انپر قربان کردیا"

صفحہ ۱ قربانی شعار اسلام ترک کریں۔

عدم گاؤکشی خاص طریقہ گاؤ پرستان کا ہے اور قربانی گاؤ خاص طریقہ اہل اسلام کا ہے اس سے آپ انکار نہیں کر سکتے پھر اگر آپ اپنا طریقہ چھوڑ کر گاؤ پرستان کا طریقہ اختیار کرتے ہیں تو اس آیت کو سن لیجئے ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا (ترجمہ) اور جو چلے سب مسلمانوں کی راہ کے سوا ہم اسکو حوالہ کرینگے وہی طرف جو اسنے پکڑی اور ڈالینگے اسکو دوزخ میں اور بہت بری جگہ پہونچا۔"

دونوں مرقوم الصدر دوستوں کی تحریر سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ حامیان خلافت و رہنمایان اسلام جمعیت العلماء ہند نے ذبح گاؤ شعار اسلام کو منع قرار دیا ہے حالانکہ وارثان رسول اللہ صلعم و شیدایان دین متین کی تحریروں تک ان کی رسائی نہیں ہوئی یا ان کو بینائی نصیب نہیں

(۹) چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست — سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون گوش ہوش سے سنیں (از اخبار مشرق نمبر ۳۳ جلد ۱۴)

"مسئلہ گائے کشی کے متعلق خود اہل اسلام میں کھینچ تان نظر آرہی ہے اسکے بارہ میں اس ناچیز کی رائے یہ ہے کہ حضرات اہل اسلام کو اسکی موقوفی یا تنگی یا مذمت اور تقبیح مین

حصہ لینا ہرگز نہ چاہئے اگر کسی خاص طور اور خاص نیت سے کوئی تنگی مباح بھی مان لیجاوے مگر عوام میں اسکا ضرر مضرت فی الدین سے خالی نہیں ہو سکتا۔ والحذر الحذر۔ البتہ اسی کیساتھ اگر کوئی گائے کے علاوہ جانور کی قربانی اپنے کسی خیال سے کرے تو انہیں بھی خلجان نہ کیا جاوے۔ اہل اسلام کو ضروری ہے کہ احکام شرعیہ کی حفاظت کا اول خیال رکھیں اور جو مصائب دینی اور دنیوی پیش نظر ہیں اور جن خطرناک باتوں کی آمد آمد ہو رہی ہے انسے بھی غفلت کو جائز نہ سمجھیں"

آپ عالیجناب مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی جانشین حضرت بحرالعلوم لکھنوی کی چند تحریرین اس امر قربانی گاؤ کے متعلق عرض خدمات کیجاتی ہیں۔ (منقول از رسالہ ہجرت و قربانی گاؤ حصہ دوم) فرماتے ہیں کہ

"صفحہ ۹ میرا مقصد یہ ہے کہ گائی کی قربانی واجب نہیں ہے مباح ہے اس سے افضل دوسرے جانوروں کی قربانی ہے۔ جو شخص حلت قربانی و لحم کا اعتقاد رکھتا ہوا ترک قربانی کرے تو اسکو اختیار ہے اور محض فتنہ و فساد کی غرض سے قربانی گاؤ نہ کرنا چاہئے"

صفحہ ۱۵ میں نے کبھی وعدہ نہیں کیا کہ تمام لوگوں سے گائی کی قربانی بند ہو جائیگی اسواسطے کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے اسکا وعدہ دیوے کہ ہم وزن ہے۔ مجھے عقلاء ہند سے اسکی توقع بھی نہیں ہے کہ وہ مجھے حدود اسلام سے باہر بلانا چاہتے ہیں یا بدلہ لیکے اپنی عزت و حمیت کو گنوانا چاہتے ہیں۔ میں نے صاف کہدیا ہے کہ ہندو اگر روکیں تو مسئلہ بدل جاتا ہے"

صفحہ ۱۶ میں نے اتحاد ہنود میں کوئی فعل خلاف شرع روا نہیں رکھا۔ نہ رکھنے پر راضی ہوں۔ قربانی گائے اختیاری شے سمجھ کر ایصال نہیں کی میں ہندوؤں کے روکنے سے یا ان کی محض خوشامد سے ترک قربانی گاؤ کو ممنوع سمجھتا ہوں باوجود اسکے اتحاد کو جسمیں فرض دفاع ادا ہو سکتا ہے روا رکھتا ہوں اسکے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی ہے

صفحہ ۱۹ میں خدا کے دین میں افراط و تفریط دونوں کو ناروا سمجھتا ہوں خدا کے حکم کا ناقل ہوں حاکم نہیں جس چیز کو خدا نے حلال کیا میں حرام نہیں کر سکتا۔ قربانی گائی اضحیہ میں حلال ہے

میں اسکو حرام نہیں کہہ سکتا۔ نہ کسی چیز پر جبر کرنا میں روا سمجھتا ہوں البتہ ترغیب دیتا ہوں کہ جس سے ہوسکے وہ فضل کو اختیار کرے اور مخل نہ کرے

صفحہ ۲۴ میری نیت اسمیں یہ نہیں ہے کہ ہندوؤں سے ڈر کر یا ان کی خیر و خوشامد سے میں گائی کی قربانی کروں اگر یہ خیال ہے تو غلط ہے ہندو اگر روکینگے تو میں ضرور کرونگا۔ میں نے محض ہندوؤں کے اتحاد کی غرض سے اپنے شرع کی اجازت و توسع پر عمل کیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ قربانی میں یوم الاضحیٰ کے دوسرے جانور بھی قربان کرنا جائز بلکہ افضل ہے میں نے وہ اختیار کیا اور اسکی رائے دی۔ اور اسکی سعی کرونگا۔

صفحہ ۲۵ شریعت اسلامیہ کی رو سے یہ یقینی ہے کہ گائے کی قربانی جائز ہے نہ فرض ہے نہ حرام اور اضحیہ میں گائے کی بھی قربانی ہوسکتی ہے مگر موجودہ حالت میں جیسی گائے کی قربانی ہوتی ہے اس سے عموماً بکری اور مینڈھے وغیرہ کی قربانی افضل ہے اور ہندوؤں کے بلا خوف خیر و بلا خواہش خوشامد گائے کی قربانی اگر ہم نہ کریں تو گنہگار بھی نہ ہوں گے۔

صفحہ ۲۶ قول جامع یہ ہے کہ قربانی گائے کی مباح ہے اور اسکا حکم نیت کے بدلنے سے بدلجاتا ہے اگر گائے قربانی کے لئے خریدی جاوے یا ہندو اسکو زبردستی روکیں اور اسکی قربانی نہ کرنے سے توہین اسلام ہوتی ہو تو ایسی صورت میں قربانی کرنا لازم و واجب ہوجاتا ہے "

فاضل زمانہ عالم یگانہ فقیہ عصر محدث دہر حضرت مولانا محمد عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں رقم فرماتے ہیں۔ نمبر ۱۵ صفحہ ۲۲ (مطبع یوسفی) "گاؤکشی واجب نہیں تارک اسکا گنہگار نہ ہوگا اور جو شخص معتقد اباحت ہو اور گوشت اسکا نہ کھاتا ہو اور نہ ذبح کرتا ہو اسکے اسلام میں فرق نہیں آئیگا۔ ہاں جو گاؤ کو معظم سمجھ کر ذبح نہ کرتا ہو یا اسکے ذبح کو برا سمجھتا ہو اسکے اسلام میں فتور ہوگا اور بقصد اثارت فتنہ گاؤکشی نہیں چاہئے بلکہ ایسے مقام پر کہ جہاں فتنہ کا ظن غالب ہو باوجود سلامت اعتقاد کے احتراز اولیٰ ہے واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

اور ایسی مجموعہ فتاوی کے نمبر ۲۶۴ صفحہ ۲۸ میں مرقوم ہے کہ

"" نہ قربانی کردن گاؤ باعث فتورے نیست لیکن بخیال عظمتش و عدم جوازش و حلتش اگر ترک قربانی آن خواہد کرد البتہ در اسلام ہمچو کس فتورے خواہد گشت ""

"" گائے کے قربانی نہ کرنے میں کچھ نقصان نہیں ہے لیکن گائے کی بزرگی یا اسکے ناجائز اور غیر حلال ہونے کے اعتقاد سے اسکی قربانی ترک کیجائیگی تو البتہ ایسے شخص کے اسلام میں خلل واقع ہوگا ""

اور بہی متعدد تحریریں ایسی ہیں جن سے افتراء پردازوں کے افتراء سے اور ان کی زبان درازیوں سے حامیان خلافت و ناصران اسلام و ملت کی برأت ظاہر و واضح ہوتی ہے مگر طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے اگر پھر بھی وسوسے اور خدشے باقی رہیں تو انصاف و تحقیق کی نیت سے پیش ہوکر جواب و تشفی حاصل کر سکتے ہیں ورنہ مکابرہ و مجادلہ کرنے والوں کا جواب قیامت تک انبیاء علیہم السلام سے ہوا ہے اور نہ ہم خاکساروں سے ہوسکیگا ۔ فذکر فان الذکری تنفع المؤمنین اس بالا تحریر سے قربانی گاؤ کے متعلق جتنی تحریریں مخالفین ترک موالات حضرات شائع کرکے خلافت کی کارروائی میں خلل اندازی کرنے اور گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں ان کا رد بخوبی ہوچکا الحمد للہ علی ذلک

(۹) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب اپنی ہر دو تحریروں کھلی چٹھی اور جناب مولانا صاحب کے خط میں مدارس کی سرکاری گرانٹ کو جائز بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"" گرانٹ کے متعلق جواب یہ ہے شرع اجازت دیتی ہے کہ کفار کا مال بجز طریقہ غبن و خیانت کے جس طریقہ سے چاہیں حاصل کریں یہاں گرانٹ تو ہمارا مال ہے بالفرض کفار کا ہی ہے جب شرع اجازت دیتی ہے تو آپ کسی کو کیا حق کہ منع کریں "" (خط بنام مولانا صاحب)

اور کھلی چٹھی بنام مولانا شرر صاحب کالم ۴ میں لکھتے ہیں کہ

"" مدارس کیلئے گرانٹوں کا قبول کرنا شرعاً جائز ہے ہدایہ میں ہے ولان مالهم مباح فی دارهم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالاً مباحاً اذا لم یکن فیہ غدر (کافر کا مال مباح ہے لینا مسلم کو جس طریقہ سے ہو بجز غدر کے)

جناب مولانا صاحب کے خط میں شروع میں تحریر فرماتے ہیں کہ

" غالباً انہوں نے (بقول جناب مولوی صاحب امام ہند و علماء نے) گرانٹ کا لینا ناجائز بتلایا ہوگا کیا انہوں نے یہ بھی بتلایا کہ جو گرانٹ ناجائز اب تک لے چکے ہیں اسکے واپس کرنے کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ در صورت ثانی اسکی دلیل۔ در صورت اول آپ بحیثیت ممبر کمیٹی رقم کا بندوبست کیئے ہیں جو اس سے ہمی اطلاع نہیں دیگئی۔ اگر دیجاتی تو البتہ ہمکو بھی آپ اتنی رقم مہیا کرنے کے لئے تحریر کرتے تھے۔ اور یہ بھی ہمیں معلوم ہوا کہ جو عمارات آجتک گرانٹ کی تائید سے تعمیر ہو چکے ہیں ان کی رقم ہم کو دینی ہوگی یا وہ عمارات ڈھا دئے جائینگے در صورت اول آپ کتنی رقم جمع کئے ہیں۔ اور ہمکو کتنا دینا ہوگا "

جناب مولوی صاحب: آپ کی تحریر کے مطابق اگر گرانٹ ہمارا مال ہے تو اسپر یہ سوال آپ کا کیا پھب سکتا ہے کہ وہ گرانٹ جو اب تک لے چکے ہیں اسکے واپس کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں اگر واپس کرنے کی ضرورت ہے تو اسکے لئے کتنی رقم کا تم بندوبست کئے ہیں اور ہمکو کسقدر رقم مہیا کرنے کی ضرورت ہے اطلاع نہیں دئے ہیں اور تعمیروں کی گرانٹ واپس دینگے یا تعمیروں کو ڈھا دینگے اور ان تعمیروں کو نہیں ڈھانے کی صورت میں تم کتنی رقم جمع کئے ہیں اور ہمکو کتنا دینا ہوگا۔ افسوس کہ جب آپکے پاس گرانٹ ہمارا مال ہے تو واپس دینے کا سوال فضول ہے اور جب واپس دینا ہے تو ہمارا مال نہیں ہوا۔ مولوی صاحب نے اپنی تحریر جب خلاف حق شائع کی تو ہمیں ایسے ہی متضاد امور ان سے سرزد ہوئے ہیں۔

جناب مولوی صاحب! آپنے اپنی کھلی چٹھی میں تعاون کو جائز لکھا اور اسی جائز تعاون میں آپ گرانٹ کو داخل کرتے ہیں اور ہم بھی گرانٹ کو تعاون میں داخل سمجھتے ہیں اگر آپ گرانٹ کی جزئی قیاس سے نہ بتلا سکتے ہیں تو عموماً دشمنان اسلام سے تعاون کو جائز بتلا دیتے تو آپ کو سود پر گرانٹ کے قیاس کرنے کی ضرورت واقع ہوتی۔ ہمنے تو عموماً دشمنان اسلام سے تعاون کو نص قرآن و حدیث و تعامل سلف صالحین سے ثابت اچھی طرح کر دکھایا ہے تو اگر آپ انصاف

فرمائیں تو آپکو روشن ہو جائیگا کہ قیاس وہیں کیا جاتا ہے جہاں نص و حکم شارع کا موجود نہو جہاں نص و حکم موجود ہوتا ہے وہاں قیاس نہین کیا جاتا۔ کتب اصول کا مشہور مسئلہ ہے کہ فرع کے لئے نص موجود نہ ہو تو اصل کی علت نکالکر اس علت کو فرع میں موجود ہونیکی وجہ قیاس کیا جاوے یہ گویا قیاس کی اصل شرط ہے فرع کا نام مقیس اور اصل کا نام مقیس علیہ ہے اگر ایسا نہ ہو تو اسکا نام قیاس بمقابلہ النص رکھا جائیگا اور یہہ حرام ہے۔ افسوس آپنے ایسے کھلے اصولی مسئلہ سے خالی الذہن ہین انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسکے علاوہ آپنے جو عبارت ہدایہ سے نقل کی ہے وہ مسئلہ سود کی بابت ہی جو خود بذاتہ مسئلہ سود ایک ایسی کلی ہے جو کسی کی تعاون و خیر تعاون کی جزئی نہیں ہو سکتی اور یہہ بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ گرانٹ کو سود سے کچھ تعلق نہیں ہے جو وہ اسکی جزئی ہو سکے۔ گرانٹ کو سود کی نظیر بنانا پڑیگا وہ کی جسپر قیاس کی ضرورت ہو اور یہان جب آپ تعاون کی جزئی گرانٹ کو ٹہرا چکے ہیں اور تعاون دشمنان اسلام کے ساتھ قرآن و حدیث و تعامل سلف صالحین سے نہ کرنا ثابت ہو چکا تو گرانٹ کا نہ لینا بھی اسی کے ماتحت ثابت ہو گیا۔ اور ہدایہ والی عبارت آپکا لانا بر موقع نہ ہوا۔

اور ناظرین پر یہہ بھی ظاہر ہو کہ جناب مولوی صاحب نے یا تو ہدایہ کی عبارت نہ سمجھی یا ناظرین کو مغالطہ مین ڈال کہا ہے اب ہم ہدایہ کی پوری عبارت نقل کرکے ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اس عبارت کا مطلب کیا تہا اور جناب مولوی صاحب نے اسکا کیا مطلب ناظرین پر پیش کیا۔ ہدایہ کی پوری عبارت یہہ ہے کہ

ولا بین المسلم والحربی فی دار الحرب خلافاً لابی یوسف والشافعیؒ لہما الاعتبار بالمستأمن منہم فی دارنا ولنا قولہ علیہ السلام لاربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب ولان مالہم مباح فی دارہم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالاً مباحاً اذا لم یکن فیہ غدر (ہدایہ جلد ۳)

نہین ہے سود درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب مین برخلاف امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کے کہ انہون نے قیاس کیا ہے حربی کو دار الاسلام مین امن لینے والے پر اور ہماری یعنے امام ابو حنیفہ کی دلیل آنحضرت صلعم کی حدیث ہے کہ نہیں ہے سود درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب مین اور ہماری دوسری

[یع]نی دلیل یہ ہے کہ ان حربیوں کا مال مباح ہے دار الحرب میں پس کسی راہ سے بھی اسکو مسلمان حاصل کرے وہ [م]باح ہی ہوگا جبکہ اسمین کوئی عہد شکنی نہ ہو۔

اور ایسی ہدایہ کے حاشیہ میں امام زیلعی حنفی کی تخریج سے نقل کیا ہے کہ

[ق]لت غریب وسند البیہقی فی المعرفۃ فی کتاب السیر عن الشافعی قال قال ابو یوسف انما قال ابو حنیفۃ ھذا لان بعض المشیخۃ حدثنا عن مکحول عن رسول اللہ صلعم انہ قال لا ربوا بین اھل الحرب واظنہ قال واھل الاسلام قال الشافعی وھذا لیس بثابت ولا حجۃ فیہ انتہی

حربی اور مسلمان کے بیچ سود نہ ہونے کی حدیث غریب ہے اور ثابت بھی نہیں اور حدیث مسند نہیں بلکہ منقطع ہے راویوں کا سلسلہ ٹوٹا ہوا ہے امام ابو یوسف سے امام شافعی اور ان سے امام بیہقی اسکی سند منقطع نقل کرتے ہیں اور خود حدیث کے لفظوں میں راوی کو گمان بھی ہے ایسی حدیث حجت و دلیل نہیں ہو سکتی ہے انتہی

[ہ]دایہ کے بین السطور حاشیہ میں محشی نے مباح فی دارھم کے ماتحت لکھا ہے کہ

[با]لاباحۃ الاصلیۃ — ان حربیوں کا مال دار الحرب میں اباحت اصلیہ سے مباح ہے۔

[ح]الانکہ ناظرین کو معلوم ہے کہ جو عقلی دلیل مباح باباحت اصلیہ کی لائی گئی وہ اصولاً امام ابو حنیفہ رح کی [د]لیل نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت امام صاحب رح اباحت اصلیہ کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ اصل اشیاء میں حظر او[ر] [حر]مت کے قائل ہیں چنانچہ ہمنے کتاب اصول مسلم الثبوت اور اسکی شرح کشف المبہم سے بخوبی اسکا ثبوت [د]یدیا ہے۔ خیر۔ مباح باباحت اصلیہ ہو یا نہ ہو اب آپ اصل مطلب کی طرف رجوع فرمائیں اور دیکھیں [ہ]دایہ کی عبارت کو گرانٹ کے مسئلہ سے کتنا تعلق ہے

[ہ]دایہ کی عبارت اور اسکا ترجمہ دکھلا دینے کے بعد یہ عرض ہے کہ کفار کی تین قسمیں ہیں۔

[۱] حربی۔ وہ کافر جو دار الحرب میں ہی رہتا ہو۔

[۲] مستامن۔ وہ کافر جو دار الحرب والا ہو اور کسی وجہ سے دار الاسلام میں امن لیکر آیا ہو مگر اسکو وطن نہ بنایا ہو

[۳] ذمی۔ وہ کافر جو دار الاسلام میں مسلمانوں کی ذمہ داری پر متوطن ہو گیا ہو اور جزیہ دیتا ہو۔

پچھلے دونوں قسم کے کفار کے جان و مال مثل مسلمان بھائیوں کے جان و مال کے ہم مسلمانوں کے پاس معصوم اور محفوظ ہیں جبتک وہ ہمارے امن و ذمہ میں ہیں۔ اور یہہ حکم ساری امت کے اجماع اور حدیث پاک اور قرآن شریف کا ہے اس مسئلہ میں کسی امام کا خلاف نہیں۔ خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ ۝ اور اگر کوئی مشرکین میں سے تم سے آسرا طلب کرے تو تم اسکو آسرا دو یہ قرآنی زرین اصول و اصل اصول ہے ذمی اور مستامن کی بابت ساری کتب فقہ و حدیث کا۔

پس اگر مولوی صاحب جن سے گرانٹ لینا چاہتے اور جائز بتلاتے ہیں۔ ان کو کیا ذمی یا مستامن کافر سمجھتے ہیں یا حربی؟ اگر ذمی یا مستامن کافر سمجھتے ہیں تو ان سے مولوی صاحب کا گرانٹ لینا جائز نہیں اور اہل حرب اور دار الحرب کا لفظ آگے پیچھے کے کلموں میں موجود ہوتے ہوئے اور اسی کی طرف ضمیر پھرتے ہوئے پھر عموماً کفار کا لفظ ترجمہ میں لانا صریحاً غلطی ہے یا مغالطہ۔

اگر گرانٹ دینے والوں کو جناب مولوی صاحب حربی کہتے ہیں اور اس ہندوستان کو ان حربیوں کا ملک یعنے دار الحرب مانتے ہیں تو پہلے یہ جان رکھیں کہ یہہ عین کا مسئلہ حربیوں سے دار الحرب میں مسلمانوں کا سود لینا متفق بہ نہیں ہے دوسرا اس مسئلہ کی دلیل جو حدیث پیش کیگئی ہے وہ صحیح نہیں جو امام زیلعی حنفی نے فرمادیا ہے کہ یہہ حدیث نہ ثابت ہے اور نہ دلیل ہو سکتی ہے تیسرا اباحت اصلیہ کو عقلی دلیل ٹھرایا گیا ہے جسکو امام ابو حنیفہ رح نہیں مانتے ہیں بلکہ ان کا یہی قول صحیح ہے کہ اصل اشیا میں حرمت و حظر یعنے ممانعت ہے چوتھا اگر گرانٹ دینے والوں کو حربی اور ہندوستان کو دار الحرب ماننے میں تو اسپر سخت درجہ کا ترک تعاون یعنے اس ملک سے ہجرت کرنا لازم آتا ہے۔ چین و خوشی سے یہاں گزارتے ہوئے گرانٹ لینے کی فرصت نہیں ہوتی اور حربیوں کے مقابلہ کی تیاری کرنا پڑتا نہ کہ تعاون۔ سچ ہے کہ ہاتھی کے دکھلانے کے دانت اور ہیں اور چبانے کے اور۔ پانچواں اب ترک موالات کا حکم کرنیوالی جمعیت العلماء اب تک ہندوستان کے پورا دار الحرب ہونے کے قائل نہیں ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ ہندوستان صورۃً دار الحرب ہے اور حکم دار الاسلام کا رکھتا ہے بلکہ واقعی دار الاسلام ہے کیونکہ کتب فقہ کے شروط مختلف ہیں۔ چھٹواں اگر آپ گرانٹ دینے والوں کو